Scanned with CamScanner

معزز ممبرز مشہور مصنفہ افشاں آفریدی
کے ڈائجسٹس میں نئے آنے والے اور ماضی کے
مزید ناولز جو کہ نیٹ پر بھی دستیاب نہیں،
کلئیر کوالٹی میں پڑھنے کے لئے ہمارا
فیس بک آفیشل بک پیج

Afshan Afridi Official

جوائن کیجئے

یہ ناول آپ کو کیسا لگا اپنی رائے ضرور دیں۔

https://www.facebook
.com/Afshan-Afridi-Official
-103736765390335/

Scanned with CamScanner

افشاں آفریدی

دیپک سا کوئی جلے

ناولٹ

"ایک تو میں اس لیلیٰ مجنوں کی جوڑی سے سخت عاجز ہوں۔ تنگ کر کے رکھا ہے ان دونوں نے مجھے۔"

وہ پیر پٹختی کپڑوں کا ڈھیر اٹھائے اندر آتے ہوئے جھنجھلاہٹ بھرے لہجے میں بول رہی تھی۔ ڈسٹنگ کرتی ثوبیہ نے مسکراہٹ دباتے ہوئے اس کے لال بھبھوکا چہرے پر نظر ڈالی۔

"کیا بات ہے مہو! کیا ہو گیا۔ کس جوڑی کی بات کر رہی ہو تم؟"

اف یہ طرزِ تغافل، مہو نے شعلہ بار آنکھوں سے اسے گھورا تو ضبط کی ہوئی مسکراہٹ ہونٹوں پر کھیل گئی۔

"صدقے جاؤں تمہاری معصومیت کے جیسے کچھ جانتی نہیں۔" آنکھوں کے ساتھ ساتھ زبان سے بھی غصے کا اظہار کیا اور پھر ڈپٹ کر بولی۔

"جاؤ جا کر چائے بناؤ ان کے لیے۔ آج پھر محترم ٹپک پڑے ہیں۔ ایک تو یہ فیضی بھی جانے کن کن کو دوست بنا لیتا ہے۔ اور دوستوں کو تو جیسے کوئی اور ٹھکانا ملتا ہی نہیں، یہاں مفت کا لنگر جاری ہے۔ جب جی چاہا تشریف کا ٹوکرا اٹھائے چلے آئے۔ ہونہہ مہمانداری علیحدہ کرو اور احسان الگ مانو کہ جی آپ نے شرفِ میزبانی بخشا۔"

کپڑوں کو غصے میں تہہ کرتی اس کی زبان بھی نان اسٹاپ معمول سے زیادہ والیوم پر چل رہی تھی۔ ثوبیہ نے گھبرا کر دروازے کی طرف دیکھا جس سے دو کمرے چھوڑ کر ہی تو ڈرائنگ روم تھا۔

"پلیز مہو! کیا کر رہی ہو۔ بھائی نے یا ان کے دوست نے سنا تو کتنا غلط ہو گا۔ آخر کو وہ ہمارے مہمان ہیں۔"

ڈسٹر ایک طرف ڈال کر وہ تیز قدموں سے اس کے پاس

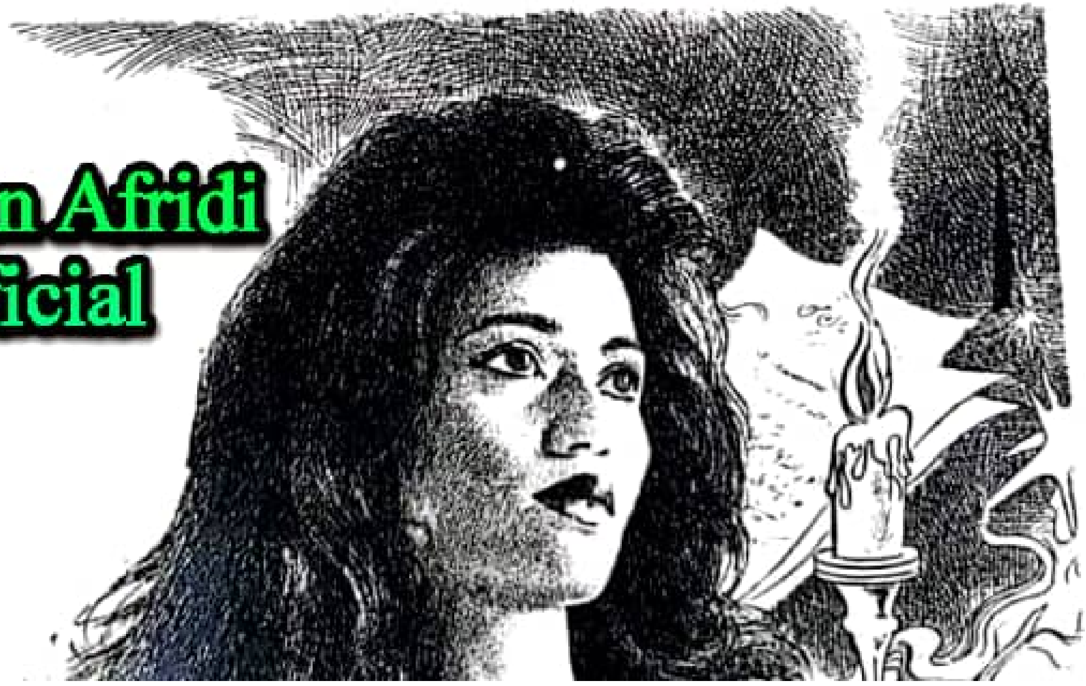

Afshan Afridi
Official

Scanned with CamScanner

چلی آئی اور آواز دبا کر اسے سمجھانے کی کوشش کی۔

"باز آئی میں اس مہمانداری سے۔ گھر نہ ہوا مہمان خانہ ہو گیا۔ سارا سارا دن صفائی ستھرائی اور کھانے پکانے میں گزر جاتا ہے' اس پر یہ محترم کام بڑھانے آجاتے ہیں۔ اور تمہیں کیا ضرورت ہے اس قدر طرفداری کرنے کی۔"

اس نے لگے ہاتھوں ثوبیہ کو بھی ٹھیک ٹھاک لتاڑ کر رکھ دیا۔ جس پر وہ بری طرح جھینپ گئی۔ مہو کی زبان کے آگے تو توپ بھی مات کھاتی تھی پھر بھلا ثوبیہ کس کھیت کی مولی تھی۔ لہٰذا چاہنے کے باوجود یہ نہ بتا سکی کہ اس "طرفداری" کے پیچھے کیا محرک کار فرما تھا ورنہ اسے۔ لینے کے دینے پڑتے کہ اللہ دے اور بندہ لے والی مثال صادق آنے لگتی۔

فیضی کے تمام دوستوں سے وہ سخت الرجک تھی۔ شاید اس لیے کہ وہ اسی کی طرح لاپروا اور بقول اس کے بے عمل لڑکے تھے' سارا سارا دن سوائے شیخ چلی کی طرح بڑے بڑے پلان بنانے اور مفت کی روٹیاں توڑ کر والدین کے سینے پر مونگ دلنے کے علاوہ انہیں اور کوئی کام نہ تھا۔ یہ اس کا ذاتی خیال تھا جس سے زیادہ تر لوگ متفق نہیں تھے' خصوصاً امی ثوبیہ اور فیضی تو اس کے خیالات کے سخت مخالف تھے تاہم بابا جان اس سے صد فیصد متفق تھے۔

فیضی اور اس کے اول جلول دوستوں سے تو وہ بھی سخت نالاں تھے جسے امی کے لاڈ پیار نے اکلوتا ہونے کے باعث بگاڑ کر رکھ دیا تھا البتہ یہ بگاڑ محض سستی اور خیالی پلاؤ بنانے کی ہی حد تک تھا۔

"اب یہ ڈسٹنگ چھوڑ کر پہلے تم ان کے لئے چائے بنا دو' نہیں تو فیضی چلا آئے گا رعب جھاڑنے کو' ایک تو امی نے بھی اسے کسی کام کا نہیں چھوڑا۔"

وہ دوبارہ متذبذب کھڑی ثوبیہ سے مخاطب ہوئی اور اسے ہدایت جاری کر کے بڑبڑاتے ہوئے کپڑے تہہ کرنے لگی۔ اس کام سے فارغ ہو کر کپڑوں کو الماری میں نفاست سے رکھ کر پلٹی تھی کہ ثوبیہ بوتل کے جن کی مانند چائے کا مگ تھامے کھڑی تھی۔

"یہ لو تم بھی پی لو ورنہ یونہی شور مچاتی رہو گی۔"

اسے مگ تھما کر ثوبیہ نے دوبارہ ڈسٹر اٹھا لیا' فیضی کے کمرے کی جھاڑ پونچھ میں کافی وقت صرف ہو جاتا تھا۔

"تو کیا میں کچھ غلط کہتی ہوں۔ تم دیکھ رہی ہو کہ کس کمال ڈھٹائی سے موصوف ہر دوسرے دن حاضری دینے آجاتے ہیں۔"

اس نے آنکھیں نکالیں تو ثوبیہ نے جان چھڑانے کی خاطر سر کو اثبات میں ہلا دیا۔

"مگر مہو! تم یہ بھی تو سوچو کہ آخر ایسی کیا بات ہے جو وہ روز یہاں آتے ہیں۔ کوئی تو وجہ ہو گی۔"

ثوبیہ نے قریب آکر رازدارانہ انداز میں اسے سوچنے کا مشورہ دیا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ مجھے کیا ایک ہی مسئلہ ملا ہے کہ ساری دنیا کے کام چھوڑ کر یہ فضول بات سوچنے بیٹھ جاؤں' اور تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ جو بڑے بڑے خواب اور بے عمل افکار لیے گھومنے والے لڑکے ہوتے ہیں' وہ کسی لاجک کو مد نظر بھی رکھتے ہوں گے نہیں ڈیئر ان کا مقصد صرف وقت گزاری ہوتا ہے۔ آپ نہ ملے کوئی نیا اپنے جیسا نکما شخص دوست بنایا اور اس کے ساتھ کچھ دن بیکار گزار دیئے۔"

چائے کا گھونٹ بھر کر وہ ایک بار پھر اسٹارٹ لے چکی تھی۔

"جی بالکل بجا فرمایا آپ نے' آخر کو ہمارے جیسے لوگوں کے لئے ہی تو فیض نے کہا ہے کہ۔"

سر کوئے ناشنایاں
ہمیں دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا

آواز دروازے کی طرف سے آئی تھی وہ دونوں ٹھٹھک کر اس طرف متوجہ ہوئیں۔ دروازے کی چوکھٹ سے ٹیک لگائے کھڑا وجیہہ بہت سنجیدگی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔ ثوبیہ شدت سے شرمندگی محسوس کر کے سر جھکا گئی جب کہ اس نے چائے کا آخری گھونٹ بھر کر مگ خالی کیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"معاف کیجئے گا۔ اپنی بات میں فیض کو بیچ میں نہ لائیں۔ وہ ایک اعلا پائے کے باعمل شاعر تھے۔ آپ جیسے لوگوں کی طرح نہ وہ سوچ سکتے تھے اور نہ رہ سکتے تھے۔"

Scanned with CamScanner

طنز کا بھرپور وار کرتا ہوا اس کا تیکھا لہجہ وجیہہ ناصر کا چہرہ سرخ کر گیا۔ ثوبیہ نے گھبرا کر دونوں کو دیکھا اور آگے بڑھ کر مہرو کا ہاتھ پکڑ کر دباؤ ڈالتے ہوئے چپ رہنے کا اشارہ دیا۔

لیفی چائے کے برتن رکھنے باہر آیا تو کسی کا فون آگیا۔ وہ اس پر مصروف ہو گیا تو وجیہہ یوں ہی لاؤنج میں نکل آیا اور یوں لیفی کے کمرے کے پاس آتے ہوئے اس نے مہر کی باتیں سن لیں۔

"وجیہہ بھائی! آپ پلیز مہرو کی بات کا برا مت منائیے گا اس کا تو آپ کو معلوم ہے۔ بنا سوچے سمجھے بولے جاتی ہے۔"

وجیہہ کی ضبط کی شدت سے سرخ ہوتی آنکھیں دیکھ کر ہمیشہ کی بامروت ثوبیہ نے جلدی سے اس کی طرف سے صفائی پیش کی، لہجے کی گھبراہٹ اور پریشانی کا تاثر دیتی اس کی آنکھیں مہر کا پارہ چڑھا گئیں۔

"ثوبیہ! تم بیچ میں مت بولو۔"

اس نے قہر بھری نظروں سے دونوں کو گھورا۔

"ہاں ثوبیہ! تم کچھ مت کہو۔ تمہاری بہن کی باتیں کوئی نئی تو نہیں کہ انہیں تو واقعی عادت ہے دوسروں کی تذلیل کرنے کی۔"

وجیہہ کا لہجہ بھی غصے اور تاسف سے پر تھا۔

"عزت اس کی کی جاتی ہے وجیہہ ناصر صاحب! جو خود کو اس کے لائق بناتا ہے، محض بڑی بڑی باتیں کرنے سے آدمی بڑا نہیں بن جاتا۔"

اس کو بات کا جواب دوبدو دیتے ہوئے اس نے سدا کے لاپروا انداز میں ایک بار اور برچھی چلائی۔

"مہرو۔" ثوبیہ نے اس کے کندھے کو بے اختیار تھام کر اسے روکنا چاہا مگر اس نے بات مکمل کر کے ہی چھوڑی اور اس سے پہلے کہ مزید کچھ کہتی وجیہہ بہت گہری نظروں سے اسے دیکھتا لمبے لمبے ڈگ بھرتا لاؤنج کے داخلی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"او خدایا! یہ کیا ہو گیا۔"

ثوبیہ نے بے حد تاسف سے سر ہاتھوں میں تھام لیا۔ وہ بھی ایک دم چپ سی ہو گئی۔

"کبھی کبھی تو تم حد کر جاتی ہو مہر کتنی غلط بات ہے کتنا ہرٹ ہوئے ہوں گے۔ وہ صرف لیفی کے دوست ہی تو نہیں ہمارے رشتے دار بھی تو ہوتے ہیں۔ تمہیں کم از کم اس بات کا تو خیال رکھنا ہی چاہیے خاندان کے لوگوں سے اس طرح پیش آیا جاتا ہے۔"

ثوبیہ اسے ذرا سا نادم دیکھ کر ناصحانہ انداز میں بولے گئی۔

"خیر، اب ایسی بھی کوئی رشتے داری نہیں۔" اس نے اپنی خجالت مٹائی۔

"ابھی نہیں ہے تو کیا ہوا، ہو تو سکتی ہے نا۔" ثوبیہ کا انداز بے حد سنجیدہ تھا۔ اس نے قدرے چونکتے ہوئے اسے دیکھا اور بات سمجھ کر پارہ ہائی ہو گیا۔

"واٹ؟ زیادہ فضول مت بولا کرو۔ تمہیں اتنا ہی رشتے داری بڑھانے کا شوق ہے تو خود کو اس نیک کام کے لیے وقف کر دینا۔ خبردار، جو میرے متعلق ایسا ویسا سوچا۔"

حسب توقع ثوبیہ کو جھاڑ پڑی تھی، اس کا روکھا لہجہ ثوبیہ کا دل خاک کر گیا۔

"تو میں نے کب تمہیں کہا۔ میں تو وجیہہ کی بہن گڑیا کی بات کر رہی تھی، لیفی بھائی کے ساتھ کتنا جچتی۔"

اس نے بھی پینترا بدل کر اسے شرمندہ کر کے رکھ دیا۔ تو وہ اسے گھورتی، جس طرح پیر پٹختی اندر آئی تو تھی اسی طرح دھم دھم کرتی چلی گئی۔

"پاگل! اتنا بھی نہیں سمجھتی کہ وجیہہ بھائی اسے کتنا پسند کرتے ہیں۔"

بیڈ کور ٹھیک کرتے ہوئے اس نے سوچا اور پھر ان دونوں کی جوڑی کا تصور کر کے بے اختیار دعا دل سے نکل گئی۔

شام کو شہنی کو آنا تھا۔ لہٰذا وہ کچن میں چلی آئی، ادھر لیفی فون سے فارغ ہو کر ڈرائنگ روم میں پہنچا تو وجیہہ غائب تھا۔ باہر نکلا تو کمرے سے نکلتی ثوبیہ سے پوچھنے لگا۔

"وجیہہ کہاں ہے؟"

"جیب میں ہے تمہاری۔"

ثوبیہ کے بجائے پاس سے گزرتی مہر نے لقمہ دیا تو لیفی نے نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھنے لگا۔

"بھائی! وہ واپس چلے گئے ہیں۔"

Scanned with CamScanner

ثوبیہ نے اسے مخاطب کرکے اپنی طرف متوجہ کیا۔

"کیوں؟۔" حیرانی بجا تھی۔

"وہ دراصل شاید انہیں کوئی کام یاد آگیا تھا۔"

ثوبیہ سے فوراً "کچھ نہ بن پڑا تو یونہی کہہ گئی۔

"کام اور وجیہہ ناصر صاحب۔ اس صدی کا سب سے بڑا جھوٹ ہے میرے خیال سے یا شاید ثوبیہ مذاق کر رہی ہے۔"

باوجود ثوبیہ کے نظروں ہی نظروں میں تنبیہہ کرنے کے وہ بولے گئی۔ لمحے کے ہزارویں حصے میں لیفی سمجھ گیا کہ یہ ساری کارروائی اسی کی ہے، جبھی بے حد سخت تیوروں سے اس کی طرف گھوما۔

"یقیناً" تم نے ہی کوئی فضول بات کہی ہوگی جب ہی وہ چلا گیا۔ "لیفی حقیقتاً" غصے میں آگیا تھا۔

اس جیسے ناکارہ اور نکمے شخص سے صرف فضول بات کی جاسکتی ہے۔ تمہاری طرح وہ بھی صرف گفتار کا غازی ہے' لہٰذا اسے یہ سب تو سننا اور سہنا ہی پڑے گا اور اگر اتنا ہی برا لگتا ہے تو یہاں آنے کی بھی ضرورت نہیں' سمجھا دو اسے "لیفی کے غصیلے تیور اور پر طیش نظروں کے باوجود وہ بڑے نڈر انداز میں بولے گئی تھی۔ "تو تمہیں اس سے کیا' وہ میرے لئے یہاں آتا ہے اور یہ گھر میرا بھی ہے۔ آئندہ مہو تم اسے یا میرے کسی بھی دوست کو کچھ نہیں کہوگی ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔"

لیفی بھی ہتھے سے اکھڑ گیا تھا۔ آج ان دونوں کو کسی خاص کام سے کہیں ساتھ جانا تھا اور یہ پروگرام مہو کے طفیل خراب ہوچکا تھا۔ لہٰذا اس نے اسے کھری کھری سنا دیں۔

"کیوں کیا کرلوگے تم؟ سارا دن خود بھی فالتو پڑے رہتے ہو' اس پر مستزاد ان بے کار لوگوں کا الگ مجمع لگائے رکھتے ہو' ہم کیا اسی لئے رہ گئے ہیں کہ تمہارے ان اول جلول دوستوں کی مہمانداری ہی کرتے رہیں۔"

وہ بھی چیخ کر باقاعدہ لڑنے والے انداز میں بولی تو ثوبیہ ان کی چیخ چیخ سے گھبرا کر لاؤنج سے نکل گئی۔

کوئی خاص بات نہیں تھی۔ روزانہ کا مسئلہ تھا۔ لیفی آئے دن مہو کی طنز بھری باتوں کا نشانہ بنا رہتا اور ہر دوسرے روز ان کا جھگڑا ہوتا تھا۔ ثوبیہ گوکہ عادی تھی اس روٹین کی' مگر ہمیشہ ثالث کا کردار نبھانے کی کوشش کرتی لیکن آج وہ خود مہو سے خفا تھی لہٰذا منہ پھلا کر وہاں سے چلی گئی۔

شام کے لیے مخصوص اہتمام کرنا تھا۔ چنانچہ ان کی آپس کی رنجشوں اور اختلافات میں وقت برباد کرنے کے بجائے اس نے کام کرنے کو ترجیح دی۔ اس دوران امی بھی گھر واپس آگئی تھیں۔

حسب معمول لیفی اور مہو دونوں کو نرمی سے سمجھا کر وہ ثوبیہ کے پاس آگئیں۔ ثمنی کی آمد کے باعث آج انہوں نے اس کی پسند کی ڈشز بنائی تھیں۔ کچھ چیزیں گھر میں نہیں تھیں۔ لہٰذا وہ بازار سے لینے چلی گئیں۔ اور ان کے پیچھے لیفی اور مہو کا جھگڑا ہوگیا تھا۔ مہو کے غصے کی وجہ بھی یہی تھی کہ لیفی دن ڈھلے تک سوتا رہتا تھا چنانچہ سودا سلف کے لئے بھی امی کو ہی جانا پڑتا تھا۔ آج بھی یہی ہوا۔

اسے پہلے ہی غصہ تھا۔ اس پر مستزاد وجیہہ کی آمد' وہ تلخ ہونے کے پچھلے تمام ریکارڈ توڑ گئی۔ اس سے قبل بھی مہو کی کئی طنز بھری بڑبڑاہٹیں اس نے سنی تھیں مگر آج تو وہ منہ در منہ بنا کسی مروت و لحاظ کے کھری کھری سنا گئی تھی۔

لیفی اس جھڑپ کے بعد تیار ہو کر وجیہہ کے پیچھے چلا گیا تو وہ بھی بقیہ تمام کاموں سے فارغ ہو کر کچن میں آگئی' ثمنی کو اس کے ہاتھ کی چکن بریانی بہت پسند تھی۔ لہٰذا اس نے تمام مسالے ڈال کر گوشت گلنے کے لیے چھوڑ دیا۔ ثوبیہ چونکہ اس سے ناراض تھی' چنانچہ خاموشی سے کڑھائی گوشت پکانے میں لگی ہوئی تھی۔

"کیا بات ہے۔ تم نے کیوں موڈ آف کر رکھا ہے۔"

زیادہ دیر خاموش رہنے کی عادت نہیں تھی اسے جلد ہی چھیڑتے ہوئے رخ روشن ثوبیہ کی جانب پھیرا' ثمنی کی شادی کے بعد تو وہ دونوں اور بھی قریب آگئی تھیں گوکہ پہلے اس کا زیادہ وقت ثمنی کے ساتھ ہی

Scanned with CamScanner

گزرتا تھا تاہم اب ثوبیہ کے علاوہ کوئی اور چونکہ تھا نہیں اس لئے ایک دوسرے سے بات کیے بنا ان کی گزرتی بھی نہیں تھی۔

”تمہیں کسی کے موڈ کی پروا بھی ہوتی ہے کیا؟“ بگڑے تیوروں سے ثوبیہ گویا تھی۔

”کیا مطلب؟۔ میں سارا وقت کیا صرف جھگڑا کرتی رہتی ہوں تم سے“۔اس نے آنکھیں نکالیں۔

”میرے خدا!“ثوبیہ نے سر پیٹ لیا چوری پھر سینہ زوری کی مثال صادق آتی تھی اس پر ”اس نے خیر اسی میں جانی کہ مصالحت کرلے ورنہ اگر وہ ناراض ہو جاتی تو منانا بھی مشکل تھا۔

”نہیں ہے بھئی میرا موڈ آف مگر پلیز برائے مہربانی اپنی اس ایف سولہ کی رفتار سے چلتی کٹار کو ذرا قابو میں رکھا کرو، نصیحت اگر تذلیل کرکے کی جائے تو مزید ناقابل قبول ہو جاتی ہے۔ اور کچھ نہ سہی ' صرف امی اور بابا جان کا ہی خیال کیا کرو جو تمہارے اس آتشیں مزاج سے سخت خائف رہتے ہیں۔ اگر آنے جانے والوں کے سامنے تم نے اپنی اس اضافی خوبی کا اس طرح مظاہرہ کیا تو بہت مشکل ہو جائے گی۔ تم اچھی طرح جانتی ہو کہ خاندان میں باتیں پھیلتے دیر نہیں لگتی۔“

ارادہ نہ ہونے کے باوجود وہ اپنے سے ڈیڑھ سال بڑی مہرالنساء کو یوں سمجھانے لگی جیسے وہ کوئی ناسمجھ بچی ہو۔ لہجے میں چونکہ لجاجت اور عاجزی تھی لہٰذا اس نے برا نہیں مانا۔

”اچھا اچھا اپنا لیکچر بند کرو۔ مجھے بھی معلوم ہے کہ کیا ٹھیک ہے اور کیا غلط۔“

شاید وہ بھی دل ہی دل میں کچھ شرمندہ تھی۔ سو چپ چاپ ثوبیہ کی نصیحت کا کڑوا جام پی لیا۔

مُنی حسب معمول کافی لیٹ ہو گئی گو کہ وقت کا تعین تو فون پر اس نے لڑ جھگڑ کر کرلیا تھا مگر پھر بھی اسے دیر ہو گئی۔ شام ڈھل چکی تھی اور وہ ہنوز غائب تھی۔

”بس اب میں مزید انتظار نہیں کر رہی' جا رہی ہوں کپڑے سلائی کرنے۔ آجائیں تو بتا دینا مجھے۔“

لاؤنج میں ٹی وی کے پروگرامز سے بور ہوتے ہوئے وہ

خوبصورت معیاری کتابیں

آمد	غزلیں	ڈاکٹر بشیر بدر	90/-
آسمان	غزلیں	ڈاکٹر بشیر بدر	70/-
امیج	غزلیں	ڈاکٹر بشیر بدر	70/-
آہٹ	غزلیں	ڈاکٹر بشیر بدر	60/-
کلیاتِ بشیر بدر	غزلیں	ڈاکٹر بشیر بدر	300/-
زندگی	غزلیں	منظر بھوپالی	75/-
عالمی مشاعرہ	انتخاب	افضال صدیقی	90/-
لمحے	غزلیں	ندیم ساگر	60/-
آہنگ خمار	غزلیں	خمار بارہ بنکوی	150/-
ستارۂ سفر	غزلیں	جمال احسانی	75/-
تلخیاں مع پرچھائیاں	مصور ایڈیشن	ساحر لدھیانوی	90/-
آؤ کہ کوئی خواب بُنیں	تلخیاں، نظمیں	ساحر لدھیانوی	60/-
تنہا مسافر	ناول	ذوالقرنین	150/-
جب وہ چُومے پتھر کو	ناول	ذوالقرنین	50/-
کستوری	افسانے	رفعت سراج	75/-

کتاب بذریعہ V.P روانہ نہیں کی جائے گی، کتاب منگوانے کے لیے کتاب کی قیمت اور ڈاک خرچ فی کتاب 15/- روپے بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ ارسال کریں۔

کتابیں ملنے کا پتا

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار کراچی

فون 216361

جھنجلا کر اٹھ کھڑی ہوئی، شہنی کی آمد والے روز سارا کام وہ دونوں وقت مقررہ سے پہلے ہی کر لیتی تھیں تاکہ جب وہ آئے تو اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کر سکیں۔

"میرا خیال ہے، وہ بس آتی ہی ہوگی۔ تم بیٹھ جاؤ مہو، پھر کام نکال لو گی تو ایک نیا بکھیڑا کھڑا ہو جائے گا" امی نے نرمی سے سمجھایا۔

"اور کیا، پھر میری بیٹی اتنا کام کر کے تھک بھی گئی ہے، آرام کر لو بیٹھ کر بیٹا۔" بابا جان نے حسب معمول انتہائی شفقت سے کہا۔

لہٰذا سخت خفگی کے باوجود اسے انتظار کرنے کے لئے وہیں بیٹھنا پڑا تھوڑی ہی دیر میں فیضی بھی گھر آ گیا۔

صبح کی لڑائی کے ناگوار تاثرات اب تک اس کے چہرے پر رقم تھے جب کہ ثوبیہ کے "کلاس" لینے سے وہ کسی حد تک نادم تھی چنانچہ فیضی کے بگڑے تیور درست کرنے کی خاطر چائے بنا لائی۔

"مجھے نہیں پینی چائے وائے۔" وہ ہنوز ناراض تھا۔

"لے لو میں نے خاص تمہارے لئے بنائی ہے۔ بہت اسٹرانگ سی ہے۔" اس کی خفگی سے قطع نظر وہ بہت اطمینان سے کہہ رہی تھی۔ فیضی نے کڑی نظروں سے اسے گھورا۔

"تمہاری باتوں کی طرح تلخ ہوگی۔ اپنے مزاج کی ساری کڑواہٹ گھول دی ہوگی اس میں۔"

اس کے غصے کا گراف نیچے نہیں آ رہا تھا اور کیوں آتا بھلا، وجیہہ کی انسلٹ اسے اپنی تذلیل کی مانند سخت گراں گزری تھی۔ کہ بہرحال وہ اس کا سب سے قریبی دوست تھا۔

"یہ کیا فضول باتیں کر رہے ہو فیضی! بہنوں سے اس لہجے میں گفتگو کی جاتی ہے۔"

بابا جان نے اس کے رکھائی سے کہے گئے لفظوں کا فوراً" نوٹس لیا جب کہ امی کو صبح کے معرکے کا علم تھا، لہٰذا خاموش تھیں۔

"آپ ذرا اسے بھی سمجھالیں بابا جان! گھر آئے مہمانوں سے کس طرح کا رویہ روا رکھنا چاہیے۔ شاید یہ بھولتی جا رہی ہے، تہذیب اور اخلاق کس چڑیا کا نام ہے۔ غالباً" ان کی یادداشت سے یہ نکتے نکل گئے ہیں۔ کسی آئے گئے کا خیال نہیں، مزاج تو ایسا تیکھا ہے کہ خدا کی پناہ۔ جس کے سر منڈھی جائے گی، وہ اپنے نصیبوں کو روئے گا۔" فیضی طنز کرتے کرتے بے حد سنجیدگی سے کہتا چلا گیا۔

ثوبیہ اور امی کے لبوں پر آخری فقرہ سن کر مسکراہٹ دوڑ گئی جب کہ وہ بابا جان کے سامنے اس بے وقت کی لن ترانی پر بھنا کر رہ گئی۔

"کیا ہو گیا اب؟" بابا جان نے فیضی کے اشتعال کے مقابلے میں رسانیت سے سوال کیا تو اس نے تمام واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا۔ اور چونکہ اسے معلوم تھا کہ غلطی اس کی ہی ہے لہٰذا بابا جان کے سامنے پشیمانی سے سر جھکا لیا۔ البتہ کن انکھیوں سے فیضی پر قہر آلود نظریں اب بھی ڈال رہی تھی۔

"کیا یہ واقعی سچ ہے میرا بیٹا؟" بابا جان نے قدرے تعجب سے سوال کیا تو وہ چپ کی چپ رہ گئی۔

نتیجتاً" حسب توقع بابا جان سے اسے ایک طویل لیکچر سننے کو ملا جس میں لفظوں کی نرمی کے باوجود نصیحت کی گرمی موجود تھی۔ اگر ساتھ میں فیضی کی بھی کلاس نہ لگتی تو شاید وہ اس کا سر ہی توڑ ڈالتی تاہم فی الحال اس کے دل پر ٹھنڈک سی پڑ گئی، جب بابا نے فیضی کو بھی لتاڑ دیا۔

اسی اثناء میں شہنی اور عاقب بھائی بھی چلے آئے تو بابا جان نے بھی کلاس آف کر دی تمام تر انتظار کی کوفت اور غصے کے باوجود وہ حسب معمول شہنی کو دیکھ کر کھل سی گئی۔ ثوبیہ نے اسے ہنستے ہوئے شہنی کے گلے لگتے دیکھا تو سکون کا سانس لیا ورنہ اگلے ایک دو روز تک اس کی تلخ نوائیاں اسے ہی سہنی پڑتیں۔ شہنی بھی خاصی ایکسائیٹڈ لگ رہی تھی ثوبیہ کھٹک سی گئی۔

کھانا بہت خوشگوار موڈ میں کھایا گیا۔ اس کے بعد شہنی امی کو خاصے رازدارانہ انداز میں لاؤنج سے ان کے کمرے میں لے گئی تو برتن سمیٹتی ثوبیہ نے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر مہو کا شانہ ہلایا۔

"مہو! دیکھو لگتا ہے۔ شہنی نے کوئی خاص میٹنگ رکھی ہے امی سے۔"

Scanned with CamScanner

"کس دن کا وقت طے کیا ہے۔" چائے کپوں میں نکالتے ہوئے مہر کا انہماک دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ ثوبیہ چڑ گئی بری طرح۔

"اگلی صدی' دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا تو۔ میں اس وقت کی بات کر رہی ہوں ڈیئر! امی اور شہنی کسی خاص مسئلے کو ڈسکس کرنے اندر گئی ہیں۔ آؤ چل کر سنیں۔" اسے کھدبد لگی تھی۔

"تمہیں کیسے معلوم کہ مسئلہ خاص ہے۔" ٹرے اٹھا کر ڈرائننگ روم کی طرف جانے سے پہلے اس نے یونہی نظر گھما کر سوال کیا۔

"شہنی کے انداز و اطوار سے مجھے لگا ہے۔" ثوبیہ کی نظریں امی کے کمرے کے دروازے کی طرف بار بار اٹھ رہی تھیں۔ مہر کو یکدم ہنسی آگئی۔

"ہوں تو گویا اب تم تجزیہ نگار بنتی جا رہی ہو۔" ثوبیہ کو اس کی بات پر سخت تاؤ آگیا' جس قدر وہ متجسس تھی اسی قدر مہر سے ٹال رہی تھی۔ یقیناً" اسے پہلے سے ہی کچھ معلوم تھا۔

"لگتا ہے۔ تمہیں شہنی نے بتا دیا ہے' جب ہی اتنی مطمئن کھڑی ہنس رہی ہو۔"

ذہن میں سر سراتا شک بے ساختہ ہی لبوں سے پھسل پڑا۔ مہر اس کی بات پر سر جھٹک کر ہنس پڑی۔

"پاگل ہو گئی ہو تم۔ ایسی کوئی بات نہیں اچھا تم جا کر کن سوئیاں لو میں یہ چائے سرو کر دوں' ٹھنڈی ہو جائے گی۔" چھیڑنے والی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے ہوئے اس نے ثوبیہ کے غصے کو دوچند کر دیا اور آگے بڑھ گئی۔

غصہ تو ثوبیہ کو اس پر بے انتہا آیا تھا مگر اس وقت اس کا ذہن اندر ہونے والے مذاکرات کی طرف لگا ہوا تھا' لہٰذا اسے گھور کر سر جھٹکتی امی کے کمرے کی طرف چلی آئی۔

"دیکھ لو بیٹا! لڑکی کا معاملہ ہے۔ انسان آنکھ بند کر کے تو ہاں نہیں کر سکتا۔"

امی کی آواز اسے دروازے کے قریب پہنچتے ہی سنائی دے گئی تھی۔ لہجے میں تردد تھا۔

"سب کچھ دیکھا بھالا ہے امی! وہ عاقب کا بہترین دوست ہے پھر اس کی والدہ نے تو کب سے کہہ رکھا تھا۔ اب خود طلحہ نے مہو کو میری شادی کی موؤی میں دیکھا ہے تو اپنی پسند کی سند بھی دے دی ہے۔ دراصل دو ڈھائی سال سے وہ پاکستان میں تھا ہی نہیں کچھ دنوں پہلے ہی واپسی ہوئی ہے۔"

شہنی بے حد مطمئن انداز میں ماں کو قائل کر رہی تھی۔

"اوہو' تو یہ بات ہے۔" ثوبیہ کی تو باچھیں کھل گئیں۔ مگر اگلے ہی لمحے وجیہہ کا خیال اس کی خوشی کو ادھورا کر گیا۔

"اب آپ اور بابا جان خود چھان بین کروا لیں۔ ایف آر سی ایس کیا ہے طلحہ نے اور جاب بھی بہت اچھی لگی ہے۔ ایک دو روز میں طلحہ کی امی اور بہنیں آنا چاہ رہی ہیں۔ آپ بتائیے کہ میں انہیں کیا جواب دوں۔"

شہنی تو ہتھیلی پر سرسوں جمانے پر تلی بیٹھی تھی۔

"اے ہائے شہنی! تم تو میرے ہاتھ پاؤں پھلائے دے رہی ہو' اب اتنی جلدی میں کیسے تمہیں بتاؤں کہ کیا کرنا ہے' تمہارے بابا جان سے بات کروں گی' تب ہی کوئی فیصلہ ہو سکے گا' تم ذرا صبر سے کام لو۔"

امی نے تذبذب سے کہا۔ درحقیقت وہ خاندان سے باہر شادی کی خواہاں نہیں تھیں۔

"وہ تو سب ٹھیک ہے امی! مگر پلیز فضول روایتی سوچ کے مطابق فیصلہ مت کیجئے گا' طلحہ مہر کے معیار کا لڑکا ہے۔ آگے بڑھنے کی دھن اور لگن ہے' اس میں کچھ دنوں میں وہ اپنا کلینک کھولنے والا ہے' اس کے علاوہ میڈیکل ایسوسی ایشن کی ممبرشپ بھی ہے اس کے پاس' آپ کو معلوم ہے' وہ دوبارا اپنا ریسرچ پیپر پڑھنے فارن گیا ہے۔" شہنی تو طلحہ کی پکی ووٹر بن چکی تھی۔

ثوبیہ کے لبوں سے گہری سانس نکل گئی۔ اگر یہ رشتہ آجاتا تو یقیناً" مہر فوراً" ہاں کہہ دیتی۔ اسے ایسے ہی ایکٹو لوگ پسند آتے تھے جنہیں زندگی کو برتنے کا گر آتا ہو جو بے حد باعمل اور وقت کی تعمیری مصرف میں استعمال کرنے کے عادی ہوں۔

Scanned with CamScanner

"مگر وجیہہ بھائی کا کیا ہوگا۔" ثوبیہ کا دل وجیہہ کی محبت کے لیے یکدم اداس ہوگیا اور ایسے میں اسے اپنی بہن کے اصولوں اور پسند و ناپسند کی بھی پروا نہیں رہی۔

"مہو ذہن سے سوچنے کی عادی ہے مگر ساس سوال کسی کے دل کا ہے اور دلوں کے نقصان سے بہت عظیم سانحے رونما ہوتے ہیں۔" وہ سوچ رہی تھی۔

"خاندان سے باہر شادی کی روایت فضول نہیں ہے شہنی۔ اپنا مارے بھی تو چھاؤں میں ڈالتا ہے جب کہ غیر پھر غیر ہوتے ہیں۔ تم ابھی یہ سب باتیں نہیں سمجھتیں۔" امی نے رسانیت سے شہنی کو سمجھایا۔

"پتا نہیں آپ لوگ کس زمانے کی بات کرتے ہیں امی! ایسے اپنوں سے تو غیر بھلے ہیں۔ پہلے ماریں پھر اس کے بعد چھاؤں میں ڈال کر وہ کون سا احسان کرتے ہیں۔ اپنوں کے دیے گئے غم زیادہ تکلیف دہ ہوتے ہیں امی اور پھر خاندان میں شادیاں کرنے سے بلاوجہ ہر بات سب کے علم میں آجاتی ہے۔ میری مثال آپ کے سامنے ہے، ہمارے گھر کی منڈیر پر پرندہ بھی آکر بیٹھ جائے تو خالہ جان سارے خاندان میں پروپیگنڈہ کر ڈالتی ہیں۔"

اپنی ساس کی بہن جو کہ شہنی کی ممانی بھی ہوتی تھیں پوری بی بی سی تھیں ان کا ذکر کرتے ہوئے وہ خاصی بے زاری سے گویا ہوئی تھی۔

امی اس کے دلائل پر خاموشی سے کچھ سوچنے لگیں۔ واقعی رشتہ اچھا تھا لوگ بھی معقول اور شریف تھے۔ سب سے بڑھ کر اتنی چاہ سے دامن پھیلانا چاہا تھا انہوں نے۔ سونے پر سہاگا **طلحہ** کی تعلیم اور روشن مستقبل تھا۔ وہ در حقیقت تذبذب میں پڑ گئیں۔

شہنی مزید ان کی برین واشنگ کرتی رہی تو ثوبیہ واپس لوٹ آئی۔ مہو ابھی ابھی ڈرائنگ روم سے واپس آئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی مسکراتے ہوئے بھنویں اچکا کر سوالیہ اشارہ کیا۔

"مجھے بھی ایک کپ چائے بنا دو۔ سر میں درد ہو رہا ہے۔"

ثوبیہ نے فوری کوئی جواب دینے کے بجائے اس کی آنکھوں میں تحریر سوال نظر انداز کر ڈالا۔

"خیریت ایسا کیا کہہ دیا شہنی نے امی سے۔" مہر کچھ گھبرا کر اس کے نزدیک چلی آئی تو اسے اپنی حماقت پر شدید جھلاہٹ محسوس ہوئی۔

"اُفوہ بھئی میں نے ایسا کب کہا ہے۔"

"تو پھر تم مجھے بتاؤ ناں کہ شہنی کی امی سے کیا بات ہوئی ہے۔"

"ایسی ہی فکر ہے تو خود کیوں نہ کن سوئیاں لے لیں۔" ثوبیہ کو یکدم ہی ذرا دیر پہلے والا جملہ یاد آگیا تو فوراً حساب چکا دیا۔ مہر کے لبوں کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

"اس کام کے لیے تمہیں جو رکھا ہوا ہے ہم نے۔" اس کا دل جلانے والا جملہ ثوبیہ کو خاک کر گیا تو وہ "پھر پوچھ لو جا کر امی اور شہنی سے مجھ سے بات کرنے کی ضرورت نہیں۔" کہتی کچن سے پیر پٹختی نکل گئی۔

"کمال ہے، یہ ثوبیہ کو کیا ہوا ہے۔ ایسا تو وہ بہت کم ری ایکٹ کرتی ہے، بڑی سے بڑی بات کہہ دو، برا نہیں مانتی۔ لگتا ہے کوئی خاص بات ہوئی ہے جب ہی اس کا موڈ اتنا ریلش ہو رہا تھا مگر وہ خاص بات بھلا کیا ہو سکتی ہے۔"

ثوبیہ کے رویے کو سوچتے ہوئے اس نے چار کپ اور بنائے اور امی کے کمرے میں چلی آئی۔ ثوبیہ غائب تھی۔ ان دونوں کو کپ تھما کر اسے اپنے کمرے کا رخ کرنا پڑا جہاں وہ بڑی سنجیدہ سی شکل بنا کر بیٹھی ہوئی تھی۔ پھر اس نے لاکھ کوشش کی ثوبیہ نے ایک لفظ بتا کر نہ دیا۔

بہت زیادہ ضبط کی عادت تو اس کی بھی نہیں تھی۔ اپنے اصرار کے جواب میں ثوبیہ کا انکار اسے مشتعل کر گیا تو بھنا کر وہ کمرہ ہی چھوڑ گئی۔

*_*_*

ثوبیہ نے تو اس دن اسے کچھ نہ بتایا مگر جلد ہی یہ عقدہ بھی کھل گیا۔ **طلحہ** کے گھر والوں کے ساتھ شہنی آئی تو ساری بات آپ ہی آپ اس کی سمجھ میں آگئی، بقیہ تفصیلات اسے شہنی سے مل گئیں۔ امی اور بابا جان

Scanned with CamScanner

نے شہنی سے کہہ کر ان کے آنے کا دن مقرر کر لیا تھا۔

طلحہ کی امی اس سے بہت پیار سے ملیں۔ طلحہ ان کے ساتھ نہیں آیا تھا بقول اس کی بہنوں کے بھائی کے پاس وقت کی شدید کمی ہوتی ہے اس لیے وہ کم ہی کہیں آتے جاتے ہیں۔

اس روز باضابطہ بات چیت تو نہیں ہوئی، تاہم طلحہ کی والدہ نے اپنے آنے کا مقصد واضح لفظوں میں عرض کر دیا۔ وہ سب لوگ مہر سے بہت پیار کا اظہار کرتی رہیں۔

ثوبیہ گو کہ دل سے وجیہہ کی محبت کی حامی تھی۔ تاہم یہ موقع ایسا نہ تھا کہ وہ ایسا کچھ ظاہر کرتی۔ مہر کی آنکھوں میں جلتی قندیلیں دیکھ کر وہ سب کچھ بھلا گئی تھی۔

امی، بابا بھی ان سب سے مل کر خوش ہوئے تھے۔ شہنی ان کے ساتھ آئی تھی، ان کے ساتھ ہی لوٹ گئی۔ البتہ جاتے جاتے ثوبیہ کے ساتھ مل کر مہر کا خوب خوب ریکارڈ لگایا تھا۔ اس نے وہ دن بڑا اچھا گزارا تھا۔

لہٰذا رات کو جب وہ دونوں تمام کاموں سے فارغ ہو کر اپنے مشترکہ کمرے میں آئیں تو ثوبیہ نے طلحہ کا موضوع چھیڑ دیا۔

"تمہیں کیسے لگے یہ لوگ مہو؟" اس کے سوال میں کرید کم تمہید زیادہ تھی۔

"کیا مطلب کیسے لگے جیسے تھے ویسے ہی لگے۔" اس نے قصداً "دامن بچایا۔ مگر ثوبیہ ہار ماننے کو تیار نہ تھی۔

"مطلب یہ کہ تمہیں اچھے لگے۔" اس کے جملے سے وہ یہی معنی اخذ کر سکتی تھی۔

"تمہارے خیال میں کیسے لگنے چاہیے تھے۔" جواب میں الٹا سوال ہوا۔

"پتا نہیں، مگر چونکہ عاقب بھائی سالوں سے انہیں جانتے ہیں۔ اس لیے ان کی معلومات پر شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔" انداز سراسر چھیڑنے والا تھا۔

مہر کھلکھلا کر ہنس دی۔ آج اس کا موڈ خاصا خوشگوار تھا۔

"ویسے مہو! اس پروپوزل کی سب سے اچھی بات تمہیں کیا لگی۔"

اب کے خاصے تجسس سے سوال کرتے ہوئے اس نے کشن گود میں رکھ کر ساری توجہ مہر کی طرف کر دی جو اس سوال پر قدرے سوچ میں پڑ گئی تھی۔

"کیا کہہ سکتی ہوں۔ ابھی میں ان کے بارے میں جانتی ہی کیا ہوں، صرف نام کے بارے میں علم ہوا ہے تو یہ تو رائے دہی کے لئے سخت ناکافی ہے۔"

اس نے سنجیدگی سے کھرا جواب دیا تو ثوبیہ کی آنکھوں میں شوخی کھیلنے لگی۔

"تو گویا تمہیں حضرت سے متعلق مکمل معلومات چاہئیں بلکہ غالباً "بالمشافہ ملاقات کی بھی حسرت ہے دل میں"۔ وہ ہنس رہی تھی۔

"بکومت۔ میں نے ایسا کچھ نہیں کہا؟۔" اس نے آنکھیں نکالیں۔

"کیا واقعی۔" اس نے شوخی سے سوال کیا تو مہر نے تبسم دباتے ہوئے نظر پھیرلی۔

"کاش! یہ خوبصورت مسکراہٹ وجیہہ بھائی بھی دیکھتے۔ سچ کتنا تعجب ہوتا انہیں۔" اسے دیکھتے ہوئے وہ بے اختیار سوچے گئی کہ مہر نے اسے ٹوک دیا۔

"خیریت، یہ اتنے غور سے مجھے کیا دیکھ رہی ہو۔ سینگ نکل آئے ہیں میرے سر پر۔"

"ہوں ارے نہیں۔ سینگ بھلا گدھوں کے سر پر بھی ہوتے ہیں کبھی، کمال کی بات کرتی ہو تم بھی۔" ذرا سا چونک کر وہ بولی تھی۔

اس کا جملہ تھا ہی اتنا فضول کہ مہر باقاعدہ ناراض ہو کر لیٹ گئی۔ اور وہ جو وجیہہ سے متعلق سوال کرنا چاہ رہی تھی، بمشکل اسے منا سکی۔

"ویسے ایک بات بتاؤ مہو! تمہارے نزدیک آئیڈیل مرد کیسا ہوتا ہے۔" براہ راست وجیہہ سے متعلق تو وہ کچھ پوچھنے کی جسارت کر نہیں سکتی تھی۔ ورنہ مہر سے بعید نہ تھا کہ گردن دبا دیتی اس کی۔ لہٰذا تمہید باندھتے ہوئے اس نے نارمل سے لہجے میں استفسار کیا۔

"میں نے کبھی آئیڈیل بنایا ہی نہیں۔" وہ صاف گوئی سے بولی تھی۔

Scanned with CamScanner

"پھر بھی کوئی تو ایسا وصف ہو گا جو تمہیں اس اپنے شریک سفر میں دیکھنے کی شدید خواہش ہو گی، جس کے بغیر تمہارے لئے کسی بھی شخص کو قبول کرنا ممکن نہ ہو۔"

گو کہ وہ اس کے دل کی بات جانتی تھی مگر اس کے لبوں سے سننا چاہتی تھی۔

"مجھے در حقیقت باعمل لوگ پسند ہیں جو ہمیشہ ذہن سے سوچنے کے عادی ہوں۔ زندگی میں اصولوں کو اولیت دینے والی ہستیاں مجھے ہمیشہ اپیل کرتی رہی ہیں۔" کچھ سوچ کر اس نے آہستہ آہستہ بتانا شروع کیا۔

"کیا یہی کوالیٹیز تم اپنے لائف پارٹنر میں بھی دیکھنا چاہو گی۔"

"آف کورس ثوبیہ! مجھے گفتار کے غازیوں سے زیادہ کردار کے غازی متاثر کرتے ہیں۔ یہ لیفی اور اس کے اول جلول دوستوں جیسے لوگوں کو تو میرا بس چلے تو شہر بدر کر دوں۔"

وہ روانی میں بولتے ہوئے اس کا ذکر کر بیٹھی جس کے بارے میں ثوبیہ کتنی ہی دیر سے اسے کریدنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی۔

"خواہ ایسے لوگ تم سے کتنی ہی محبت کیوں نہ کرتے ہوں۔" ثوبیہ کے لہجے میں قدرے تاسف تھا۔

"وہ میری مراد لیفی سے نہیں تھی۔ میں تو بس یونہی کہہ رہی تھی۔"

وہ ذرا سا چونک کر نادم ہو گئی، بے دھیانی میں جو بات زبان سے نکل گئی تھی۔ وہ لیفی پر بھی صادق آتی تھی۔ لہٰذا وہ شرمندہ ہو گئی۔ کہ بہرحال اپنی تمام تر بے کاری اور بے مصرف کاموں کے لیفی اسے بہت عزیز تھا تین بہنوں کا اکلوتا بھائی۔

"یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔ میں نے پوچھا تھا کہ خواہ ایسے لوگ تمہیں کتنا ہی کیوں نہ چاہتے ہوں۔" اس کی بات نظر انداز کر کے ثوبیہ نے جس سنجیدگی سے اپنا سوال دہرایا وہ ذرا کی ذرا چپ ہو کر اسے دیکھے گئی۔

"خالی خولی محبت سے پیٹ نہیں بھرتا ثوبیہ! میں ان جذباتی لوگوں میں سے نہیں جو محبت کو دین ایمان بنا کر بیٹھ جاتے ہیں! میں زندگی میں تعیشات اور معاشرے میں بلند مقام کو اہمیت دیتی ہوں۔ رشتے جب بن جاتے ہیں۔ تو محبت از خود پیدا ہو جاتی ہے۔ لہٰذا شریک سفر کا چناؤ کرتے ہوئے ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ آیا آنے والے دنوں میں اس کا ساتھ آپ کو لوگوں اور معاشرے میں کتنی اہمیت اور کتنی عزت دلائے گا۔ رہ گئی محبت تو رشتے محبت اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ لہٰذا اس کے لیے تگ و دو کرنے کی کیا ضرورت ہے۔" مہر کی سوچ مادیت پرستی کا اظہار تھی۔

"گویا تم دولت اور معاشرے میں بلند مقام کو محبت سے برتر سمجھتی ہو۔"

"میں نے یہ نہیں کہا ثوبیہ! مگر حقیقت یہی ہے کہ ایک باعمل شخص ہی دنیا والوں کی نگاہ میں معتبر ہوتا ہے۔ میں بھی ایسے ہی شخص کا ساتھ چاہتی ہوں، پیٹ بھرا ہو تو محبت بھی اچھی لگتی ہے۔ خالی پیٹ جذبے صرف پچھتاوے جگاتے ہیں۔"

مہر کا مدلل انداز ایسا تھا کہ ثوبیہ چاہنے کے باوجود مزید کچھ نہ کہہ سکی۔ وجیہہ کا نام لینا تو سخت حماقت تھی۔ اس نے گفتگو موقوف کرنا بہتر سمجھا اور

"ہو سکتا ہے تم ٹھیک کہتی ہو۔"

کہہ کر لائٹ آف کر دی۔ اور کروٹ بدل کر سو گئی۔ البتہ جب تک جاگتی رہی۔ مہر کے فقرے اس کے اندر شور مچاتے رہے۔ اسے "حقیقتاً" وجیہہ سے ہمدردی تھی جس نے محبت جیسے انمول جذبے ایسی پتھر لڑکی پر لٹائے تھے۔ جو سرے سے محبت کی اہمیت سے ہی انکاری تھی۔

"سوری وجیہہ بھائی! میں آپ کے لیے کچھ نہیں کر سکتی۔"

تاسف سے سوچتے ہوئے نجانے کب اس کی آنکھ لگ گئی۔

*_*_*

ہم خالی دامن سینے میں
رکھتے ہیں ایک سنہرا دل

Scanned with CamScanner

چاہت کی خاص عدالت میں
دل مجرم، ایک کھٹورا دل

لیفی کے سخت اصرار پر آج وہ کئی دنوں کے بعد آیا تھا' اس روز کے بعد سے چونکہ بابا جان کی ڈانٹ کے باعث اس نے لیفی سے جھگڑا چھوڑ دیا تھا گو کہ ابھی بھی بڑبڑاہٹیں اپنے عروج پر ہوتیں تاہم دوبدو معرکہ آرائی سے نجات مل گئی تھی۔ ثوبیہ نے سب سے پہلے سجدہ شکر ادا کیا تھا۔ کیونکہ اس جنگ میں ثالث کا کردار اسے ہی ادا کرنا ہوتا تھا اور دو خود سر لوگوں کے درمیان ثالث بننا خاصا تلخ تجربہ ہوتا تھا۔

وجیہہ کو یہ تو معلوم نہ تھا کہ بابا جان نے مہمانوں کی آمد پر اس کے ناک بھوں چڑھانے پر ٹھیک ٹھاک لیکچر دیا ہے۔ البتہ اتنا اندازہ ضرور تھا کہ لیفی سے یقیناً "اس کی تو تو میں میں ہوئی ہوگی۔ اسی لیے یہاں آنے سے گریزاں تھا۔

مگر لیفی بھی اپنے نام کا ایک ضدی تھا۔ اسے گھسیٹ کر لائے بغیر چین سے نہیں بیٹھا۔ اس نے ہی دروازہ کھولا تھا۔ کیاری میں لگے پودوں کو پانی دیتے ہوئے اس کا حلیہ حسب معمول خاصا برا ہو رہا تھا مگر اسے پروا نہیں تھی۔

وجیہہ جب آتا اسے مصروف ہی دیکھتا تھا۔ وہ درحقیقت بہت سگھڑ اور چست لڑکی تھی۔ ہمہ وقت کسی نہ کسی کام میں جتی نظر آتی اور انہماک ایسا غضب کا ہوتا کہ وجیہہ کی گہری نظریں بھی اس کی توجہ کا ارتکاز حاصل کرنے میں ناکام رہتیں اور شاید یہی ادائے بے نیازی اسے اچھی لگتی تھی۔ پکے ہوئے پھل کی طرح گود میں گرنے کو بے تاب لڑکیاں اس کی طبع نفیس پر بڑی گراں گزرتی تھیں۔

اپنی تمام تر بے نیازی کے باعث مہر تو نہ جان سکی کہ روز روز اس کے گھر کی دہلیز تک چلے آنے والا یہ شخص اپنے سینے میں اس کے لئے کیسے الوہی جذبے رکھتا ہے۔ البتہ ثوبیہ نے یہ بات گزرتے ہوئے وقت کے ساتھ محسوس کرلی۔ شروع میں تو اسے لگا کہ یہ وہم ہے اگر ایسا ہوتا تو مہر حشر اٹھا دیتی مگر یہ عقیدہ بھی ذرا تاخیر سے کھلا کہ ان موصوفہ کو خود خبر نہیں تھی۔

وہ اپنی ذات میں کچھ اس طرح مگن رہتی تھی کہ اردگرد کا ہوش کم ہی رہتا۔ خصوصاً "وہ لوگ جو اس کی "گڈ بکس" میں نہیں آتے تھے ان کا شمار کسی گنتی میں نہیں ہوتا تھا۔

اس وقت بھی گنگناتے ہوئے پانی دینے میں مگن تھی کہ بیل کی آواز اندر سے آئی۔ ساتھ ہی ثوبیہ کی ہدایت بھی کہ گیٹ کھول دو' امید واثق تھی کہ لیفی ہو گا' لہٰذا اس نے دوپٹہ شانوں پر پھیلاتے ہوئے گیٹ کھول دیا۔

لیفی کے ساتھ وجیہہ بھی تھا جن سنجیدہ نظروں سے اس نے اسے دیکھا وہ اپنے سابقہ رویے کو یاد کر کے ندامت سے نظر جھکا گئی۔

"آؤ جی! میرے ساتھ اوپر ہی چلو۔"

اوپر بابا جان اسٹڈی روم مہر کی بے مہری سے بچنے کے لئے زیادہ موثر ہو سکتا تھا کیونکہ وہ جتنا بھی زور سے بڑبڑاتی۔ کم از کم اوپر تک آواز آنا مشکل تھی۔ وجیہہ کی حساس اور خود دار طبیعت کے لئے دوسرا حملہ خاصا خطرناک ہو سکتا تھا' لہٰذا حفظ ماتقدم کے طور پر وہ اسے اپنے ساتھ اوپر لے جانا چاہتا تھا۔

"رہنے دو لیفی! میں نے تمہارا کمرہ ابھی صاف کیا ہے' تم وہیں بیٹھ جاؤ۔" لہجے میں دوستانہ نرمی تھی۔ لیفی سمیت وجیہہ نے استعجاب کے اظہار کے طور پر مڑ کر اسے دیکھا تو وہ خفت سے مسکرا دی۔

"یہ کایا پلٹ کیسی' کہیں بم تو نہیں رکھا میرے کمرے میں۔"

لیفی نے قریب آکر سرگوشیانہ لہجے میں بے حد تفکر سے پوچھا تو وہ بھنا گئی۔

"اتنا فضول سمجھتے ہو مجھے بھاڑ میں جاؤ میری طرف سے تم اس لائق ہی نہیں ہو کہ تم سے شرافت سے پیش آیا جائے خبردار جواب مجھ سے بات کی تو۔"

وجیہہ کی موجودگی میں باوجود کوشش کے وہ اپنے اشتعال پر قابو نہ رکھ سکی۔ اور شعلہ بار نظروں سمیت سخت تیوروں سے بہت کچھ سنا کر پیر پٹختی اندر چلی آئی۔ جلتی پر تیل کا کام لیفی کے قہقہے اور وجیہہ کی دلچسپی سے جائزہ لیتی نظروں نے کیا اور اس کا غصہ

Scanned with CamScanner

آسمان کو چھونے لگا۔

"پھر لڑائی ہو گئی' سچ سچ مہو! کیا ہو گا تمہارا لائف پارٹنر کا' کیفی ٹھیک کہتا ہے۔ سر پکڑ کر روئے گا وہ بے چارہ۔" اس کے کچن میں داخل ہوتے ہی ثوبیہ اسٹارٹ لے چکی تھی۔

"وہ تو جب روئے گا تب روئے گا' فی الحال تم اپنی فکر کرو۔"

جارحانہ تیوروں سمیت وہ اس کی طرف بڑھی تو ثوبیہ مصنوعی غصہ کا اظہار کرتے ہوئے کچن چھوڑ گئی۔

"اونہہ! کتنا ذلیل ہے کیفی اور یہ وجیہہ اف اس کی آنکھیں کس قدر بولتی ہیں۔ ایک تو اپنے ان اوصاف کا استعمال مرد حضرات کس خوبصورتی سے کرتے ہیں' بے ایمان کہیں کے۔"

برتنوں کو دھو دھو کر ایک طرف رکھتے ہوئے وہ کیفی اور وجیہہ کو سوچ گئی۔

اس دن کے دوستانہ رویے کے بعد سے اس کے اور کیفی کے درمیان سفارتی تعلقات بحال ہو گئے تھے۔ لہٰذا ماحول کی کشیدگی کم ہو گئی' ویسے بھی آج کل طلحہ والے پروپوزل کے سلسلے میں امی اور بابا جان کے مابین جو مذاکرات جاری تھے۔ ان کے باعث مہر کی توجہ کیفی سے ہٹ کر اپنے مستقبل کی جانب مبذول ہو گئی تھی۔

امی اب بھی خاندانی روایتوں کو سینے سے لگائے رکھنے والوں میں سے تھیں۔ البتہ بابا جان اپنی بیٹی کے مزاج اور زمانے کا چلن دیکھتے ہوئے قدرے تذبذب کا شکار تھے۔ خواہش تو ان کی یہی تھی کہ مہر بھی شہنی کی طرح خاندان میں ہی بیاہی جائے۔ خاص کر اس کے کھرے مزاج کے باعث ملنے جلنے والوں میں سے سب اس کی عزت کرتے تھے جب کہ غیروں میں یہی گن اس کی خامی بھی بن سکتا تھا مگر ہنوز اب تک کسی پروپوزل کو وہ موزوں نہیں پا رہے تھے۔

ایسے میں طلحہ کا رشتہ دیگر اوصاف کے باعث سب سے بہتر تھا۔ تعلیم خاندان' اور شکل و صورت میں وہ کسی سے کم نہ تھا۔ لہٰذا سخت سوچ و بچار کے بعد حاصل شدہ تمام معلومات کی روشنی میں یہی طے ہوا کہ یہ رشتہ قبول کر لیا جائے۔

عاقب اور شہنی طلحہ کے بہت حامی تھے۔ بابا جان جانتے تھے کہ وجیہہ کی والدہ جو کہ ان کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ ان کی کتنی خواہش تھی کہ وجیہہ کے لئے مہر کو مانگ لیں بلکہ کئی بار انہوں نے اشارۃً بھی اپنی اس تمنا کا اظہار کیا مگر چونکہ وجیہہ اب تک بے روزگار تھا' ان کے لئے اپنی نازوں پالی بیٹی کا مقدر اس سے نتھی کر دینا مشکل تھا' اور غالباً اسی وجہ سے وجیہہ کی والدہ بھی دست سوال دراز کرنے سے ہچکچا رہی تھیں۔ اسی لئے انہوں نے شہنی اور عاقب کو ایک روز بلا کر کیفی اور امی کے ساتھ ایک سنجیدہ میٹنگ رکھی اور اس میں یہ طے ہو گیا کہ طلحہ کے گھر والوں کو ہاں کہہ دی جائے۔

"ہرے۔۔۔" ثوبیہ نے کمرے میں آ کر ایک نعرہ مار دیا۔

"خیریت۔" گو کہ وہ جانتی تھی کہ گھر میں کیا کانفرنس ہو رہی ہے اور ثوبیہ کیا خبر لائی ہو گی۔ تجاہل عارفانہ سے پوچھا تو ثوبیہ کو شرارت سوجھ گئی۔ جھٹ ذہن میں ایک پلان آ گیا۔

"اف کیا زبردست خبر ہے مہو! سنو گی تو پھڑک جاؤ گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ لڑھک ہی جاؤ۔" سسپنس پھیلاتے ہوئے اس نے جو لہجہ اختیار کیا' وہ مہر کو ٹھٹھکا گیا۔

"خدانخواستہ کیا مطلب ہے تمہارا؟ کیسی خبر؟ بتاؤ نا بابا نے کیا فیصلہ کیا۔" بلا ارادہ ہی وہ ثوبیہ کا کندھا جھنجھوڑ گئی۔

"اف ظالم! کندھا چھوڑو میرا۔ یہ خوفناک فیصلہ بابا نے کیا ہے' ان سے لڑو جا کر۔"

"کک۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو ثوبیہ' پلیز پہیلیاں نہ بجھواؤ۔ میرا دل گھبرا رہا ہے۔"

وہ در حقیقت دہل گئی تھی۔ ثوبیہ کے انداز نے اسے خوف میں مبتلا کر دیا تھا۔

"بات ذرا ٹھنڈے دل سے سننا مہو' ان فیکٹ بابا نے طلحہ کا پروپوزل ریجیکٹ کر کے وجیہہ بھائی کے ساتھ تمہاری منگنی کا ارادہ کیا ہے۔" دکھ سے کہتے

Scanned with CamScanner

ہوئے اس نے چہرہ ہی موڑ لیا۔

"کیا۔۔۔" فرطِ رنج سے مہر کی آواز رندھ گئی۔ "بابا ایسا نہیں کرسکتے ثوبیہ۔ طلحہ سے مجھے کوئی افلاطونی عشق نہیں ہے۔ وہاں نہیں کرتے نہ سہی مگر وجیہہ۔ اوہ نو ثوبیہ! میں پاگل ہو جاؤں گی"۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا۔

ثوبیہ کے لیے اس کا ردِعمل ضرورت سے زیادہ سنگین اور سنجیدہ تھا اپنے جھوٹ پر اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ مہر تو بالکل ہی حقیقت سمجھی تھی۔ اس پر سب سے زیادہ افسوس ناک بات وجیہہ کے لئے اس کا شدید انکار تھا۔ ثوبیہ جیسے سناٹے میں آگئی۔

"مہو پلیز، میری بات سنو۔"

"کچھ نہیں سننا مجھے ثوبیہ! پلیز بابا جان سے صرف اتنا کہہ دو کہ مجھے سولی پر چڑھا دیں مگر یہ سزا نہ دیں۔ اور اس سارے قصے میں یہ وجیہہ کہاں سے آگیا۔ کب آیا اس کا پروپوزل۔ مجھے کیوں نہیں بتایا گیا۔" سرخ ہوتی آنکھوں سے مہر اس کا ہاتھ پکڑ کر جس درد سے بولی، ثوبیہ کی ساری شوخی دھری رہ گئی۔ اور اس سے پہلے کہ وہ سر جھکا کر کچھ کہنے کا قصد کرتی۔ تہنی دروازے سے ہی مبارک سلامت کا شور مچاتی اندر چلی آئی ساتھ ہی کیفی بھی تھا۔

"مبارک ہو مہو! یقین کرو طلحہ بھائی کا ساتھ تمہیں بہت خوش رکھے گا۔"

ہاتھ میں گاجر کے حلوے کی پلیٹ پکڑے وہ بہت لہک لہک کر بولتی ان دونوں کے نزدیک آئی تو مہر نے بے انتہا الجھ کر ثوبیہ اور اسے دیکھا۔

"طلحہ!" اس نے سوالیہ لہجے میں بے اختیار طلحہ کا نام لیا۔

"اونہوں کچھ لحاظ کرو لڑکی! ہونے والے مجازی خدا کا نام اس طرح نہیں لیتے۔" کیفی نے اپنے مزاج سے ہٹ کر شوخی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ٹوکا تو وہ ساری بات سمجھ کر دھیرے دھیرے پیچھے سرکتی ثوبیہ کی طرف غصے سے مڑی۔

"یو چیٹ، یو مین۔۔۔ میں تمہارا سر توڑ دوں گی۔" تین چار تکیے بیک وقت اسے کھینچ مارتے ہوئے مہر کا بپھرا ہوا انداز کیفی اور تہنی کو بوکھلا گیا۔ مارے خفت کے اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ثوبیہ کو پیٹ ڈالتی۔ جب کہ وہ مار کھاتے ہوئے بھی ہنستی جا رہی تھی۔ اور دل ہی دل میں ڈھیروں تاسف ہونے کے باوجود مہر کی آنکھوں میں اترنے والی دھنک دیکھ کر خوشی محسوس کر رہی تھی۔

کافی دیر وہ یونہی چیختی چلاتی رہی اور جب تھک کر بیٹھی تو ثوبیہ نے اس کے لاکھ منع کرنے پر ساری روداد کہہ سنائی۔ کیفی کے سامنے اپنے بے اختیاری میں کہے گئے جملے ثوبیہ کے زبان سے سن کر جہاں وہ پشیمانی سے عرق عرق ہوئی، وہیں کیفی اور تہنی کے سامنے خفیف بھی ہو گئی۔

--*

ہاں کہنے کی دیر تھی۔ طلحہ کے گھر والوں نے منگنی کا شور اٹھا دیا، امی بابا جان تو صرف بات طے کرنے کے خواہاں تھے کیونکہ ان کے خاندان میں منگنیوں کا رواج نہ تھا۔ محض زبانی بات پکی کر لی جاتی تھی یا پھر نکاح کر کے دونوں فریقین کو پابند کر دیا جاتا۔ مگر طلحہ کی والدہ نے بہت اصرار کیا تھا، ان کے اکلوتے بیٹے کا رشتہ طے ہوا تھا۔ وہ اس موقع کو شاندار طریقے سے سیلبریٹ کرنا چاہتی تھیں۔

چنانچہ وہاں بھی تہنی اور عاقب نے ان کا ساتھ دیا اور امی بابا جان کو منا لیا۔ کیفی کی طرف سے کسی بھی قسم کی مالی امداد کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ البتہ انتظامات سنبھالنے میں اس نے بابا کا بھرپور ساتھ دیا۔ وجیہہ ان دنوں اپنی رشتے کی خالہ کے انتقال پر اپنی والدہ کے ساتھ شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ جس روز وہ لوٹا، اس کے اگلے دن مہر کی منگنی تھی۔ کیفی ذرا دیر پہلے ہی کسی کام سے بابا کے ساتھ نکلا تھا۔ زندگی میں پہلی بار اس ذمہ داری کا ثبوت دیا تھا اس نے، جب کہ ڈیڑھ سال پہلے جب تہنی کی شادی ہوئی تھی۔ جب بھی اس کا روٹین ویسا ہی تھا دیر تک سونا اور رات ڈھلے تک جاگتے رہنا، تمام کام اور انتظام بابا نے ہی کیے تھے۔

البتہ مہر کی منگنی پر وہ خاصا پرجوش اور ذمہ دار بنا ہوا تھا، غالباً "مہر کے ہمہ وقت کے طنز کام کر گئے تھے یا شاید خود

Scanned with CamScanner

ہی احساس بیدار ہوا تھا بہرحال جو بھی تھا یہ تغیر بہت خوشگوار تھا بابا دل سے مسرور تھے۔ البتہ فیضی کو کچھ کہہ کر شرمندہ نہیں کیا تھا۔

ادھر فیضی نکلا اور ادھر وجیہہ نے دستک دی۔ ثوبیہ تو امی کے ساتھ شاپنگ کے لیے گئی ہوئی تھی مہر نے ہی دروازہ کھولا تھا۔

"السلام علیکم!" موڈ بے حد خوشگوار تھا لہٰذا وجیہہ کو سلام کر ڈالا۔

"وعلیکم السلام فیضی ہے؟" اپنی حیرت کا اظہار محض آنکھوں سے کرتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ مہر نے دیکھا اس کے ہاتھ میں چند موٹی موٹی کتابیں تھیں۔

"نہیں، فیضی بابا کے ساتھ کھانے وغیرہ کا انتظام کرنے نکلا ہے۔"

کتابوں کے بارے میں کچھ سوچتے ہوئے وہ بے دھیانی میں بول گئی تھی۔

"کھانے وغیرہ کا انتظام؟ کیا کوئی دعوت وغیرہ ہے آپ کے گھر پر؟۔" وجیہہ کے سوال میں کتنا تردد اور تشویش تھی وہ اپنی بے اختیاری پر جھلا گئی اب کیا جواب دے۔

"جی بس چھوٹی سی تقریب ہے۔" گریز برتتے ہوئے "مختصراً" جواب دیا۔

"کیسی تقریب؟۔" وجیہہ کے اندر کوئی الارم بجا تھا۔ مہر کے رخساروں پر کھلنے والی شفق کسی غیر معمولی بات کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

"جی منگنی ہے دراصل۔" گیٹ پر کھڑے کھڑے اس سوال و جواب پر وہ کوفت زدہ ہو گئی تھی۔ وجیہہ کے لئے اب بات سمجھنا مشکل نہیں رہا تھا، اس کا حیا بار انداز صاف ظاہر کر رہا تھا کہ منگنی اسی کی ہے۔ چھن سے کوئی چیز وجیہہ کے اندر ٹوٹی تھی۔

اف کس قدر مشکل تھا ایسے لمحے میں اسے مبارکباد دینا جو اس کا دل جڑ سے اکھاڑ کر کس سکون سے کھڑی تھی۔ دل میں رگیں کٹ رہی تھیں۔

"غالباً" آپ کی منگنی ہے، مبارک باد قبول ہو میری طرف سے۔" کتنے ہی جانگسل لمحے گزرنے کے بعد وہ خود کو بولنے پر آمادہ کر سکا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"بہت شکریہ۔" وہ قدرے محجوب تھی۔ وجیہہ نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔ کتنا مختلف انداز تھا آج اس کا۔ عام دنوں سے بے حد الگ، قطعی جدا۔

"میں چلوں گا آپ یہ کتابیں فیضی کو دے دیجئے گا۔ بتا دیجئے گا کہ اگلے ماہ کی تین تاریخ کو ایم بی اے کا انٹری ٹیسٹ ہے اگر ارادہ ہو تو مجھے فون کر دے۔" کتنی خوشی سے وہ سب کہنے آیا تھا مگر مہر کی سنائی ہوئی خبر نے پھر خوشی کافور کر دی تھی۔

"ایم بی اے میں ایڈمیشن کا ٹیسٹ؟ کون دے رہا ہے یہ ٹیسٹ؟" وہ حیران تھی۔

"مجھے پولیٹکل سائنس میں ماسٹرز کر کے بھی جاب نہیں ملی تو سوچا کہ اب کوئی پروفیشنل ڈگری لے کر دیکھتے ہیں۔ شاید کچھ بات بن جائے اور بے کاری اور بے عملی کے طعنوں سے بھی نجات مل جائے۔"

لہجہ طنزیہ نہیں تھا مگر بے خیالی میں وہ سچ کہہ گیا تھا۔ مہر کی گردن ندامت سے جھک گئی، مگر اس نے خفیف لہجے میں کہہ دیا۔

"آئی ایم سوری۔ اس روز میں خاصی تلخ ہو گئی تھی۔ آپ پلیز برا مت مانیے گا۔"

"خیر برا ماننے یا نہ ماننے کا وقت تو اب نکل چکا، ویسے بھی میرا مقصد آپ پر طنز کرنا نہیں تھا۔ اپنی دعا دیجئے گا کہ کامیابی میرے قدم چومے۔" گہری سانس بھرتے ہوئے اس نے بے حد سنجیدگی اور متانت سے کہا اور پھر لمبے لمبے ڈگ بھرتا کتابیں اسے تھما کر واپس لوٹ گیا۔

"حیرت ہے وجیہہ نے یہ اسٹیپ کیسے لیا۔ اف میں اسے کتنا غلط سمجھتی تھی۔ فیضی کا دوست ہونے کے باعث میں نے اسے بھی فیضی ہی سمجھا تھا شاید میں غلط تھی۔" یہ کتابیں فیضی کے کمرے میں رکھتے ہوئے اس نے خود کلامی کے انداز میں کہا اور دل ہی دل میں یہ دعا کرتی ہوئی کہ فیضی بھی اس ٹیسٹ میں کامیاب ہو کر ایڈمیشن حاصل کر لے۔ اپنے کمرے میں چلی آئی، جہاں کل کے لیے سٹنگ میں تھوڑا بہت رد و بدل کرنا تھا۔

*_*_*

Scanned with CamScanner

اس کی منگنی کی تقریب بہت اچھی رہی تھی۔ طلحہ کے گھر والے بہت ملنسار تھے۔ اس کے ساتھ سب کا رویہ بے حد اچھا تھا۔ البتہ طلحہ کی طبیعت اسے بہت سنجیدہ لگی۔ تمام وقت وہ بس رسمی سی مسکراہٹ سمیت سب سے ملتا رہا۔ اس کی وجہ سے سب لوگوں کو دیر بھی بہت ہو گئی تھی۔ رات کو دس بجے کے بعد وہ سب لوگ وہاں پہنچے تھے۔

اپنی منگنی والے روز بھی وہ اپنے کلینک میں بیٹھا تھا۔ لہٰذا دیر تو ہونا ہی تھی۔ طلحہ کی امی اس بات پر خاصی شرمندہ تھیں کیونکہ سردیوں کے دنوں میں اتنی تاخیر خاصی گراں گزری تھی سب پر۔

"لو جی' اب ایسا بھی کیا پروفیشنل ہونا کہ بندہ اپنی منگنی چھوڑ کر مریض دیکھتا پھرے۔"

مہر کی کزن رانی نے پہلی فرصت میں تبصرہ کیا تھا جسے وہ سن کر عجیب سا محسوس کیے بنا نہ رہ سکی۔

"ارے یہ ڈاکٹر پیشہ لوگ تو ہوتے ہی ایسے ہیں۔ کوئی مریض جانے نہیں دیتے' بھاری فیسوں کی آمد کے دوران ذرا سا فرق انہیں برداشت نہیں ہوتا۔" یہ شہنی کی نند کا جملہ تھا۔

اسے دل میں سخت تاؤ آیا۔ مگر یہ نازک وقت کچھ کہنے کا نہیں بلکہ خاموش رہنے کا تھا۔ آف وائٹ اور ڈیپ گرین کنٹراسٹ کے حیدر آبادی کرتے پاجامے میں ملبوس جب وہ طلحہ کے پہلو میں لا کر بٹھائی گئی تو سارے تبصرے سارے فقرے اس کے ذہن سے محو ہو چکے تھے۔

"لیجئے طلحہ بھائی! آپ کی ایک اور مریضہ"۔ ثوبیہ نے ہنس کر شوخی سے اسے مخاطب کیا تھا' جس پر سب کا مشترکہ قہقہہ پڑا۔

"کیوں انہیں کون سی بیماری ہے۔" دوسری طرف سے اس قدر سنجیدہ سوال ہوا کہ ثوبیہ سمیت وہ بھی الجھ گئی۔ جب ہی شہنی مدد کو آگے بڑھی۔

"بھئی' فی الحال تو یہ بالکل ٹھیک ہیں مگر گمان غالب ہے کہ منگنی کی انگوٹھی پہن کر انہیں بھی عارضہ دل لگ جائے گا۔"

"اوہ رئیلی۔" شہنی سے اس کی واقفیت تھی۔ شاید اسی لیے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے بات ہی ختم کر ڈالی۔

رسم ہوتے ہی کھانا شروع کر دیا گیا' اور جونہی سب کھا کر فارغ ہوئے طلحہ نے واپسی کا شور مچا دیا۔

"جلدی کیا ہے طلحہ بھائی آپ بیٹھیے نا۔ ابھی تو ہمیں آپ سے کتنی ہی باتیں کرنی ہیں۔ ایک تو منگنی سے پہلے آپ دستیاب ہی نہیں ہوتے تھے' اتنی مشکل سے تو ہاتھ آئے ہیں۔" ثوبیہ اس کی جلدی پر مہر کے دل کی بات کہہ رہی تھی۔

"دیکھیے ثوبیہ! میرا کافی وقت اس تقریب میں صرف ہو گیا ہے یقین کیجئے' آج کل مجھے سر کھجانے کی فرصت نہیں۔ صبح مجھے ہاسپٹل بھی جانا ہے۔ ایک دو آپریشن کرنے ہیں۔ پھر رات گئے تک کلینک۔ اس وقت تک تو میں سوچتا ہوں۔"

ثوبیہ کے خلوص بھرے اصرار کے جواب میں وہ اسے یوں سمجھا رہا تھا جیسے وہ کوئی نا سمجھ بچی ہو' اور بلاوجہ کی ضد کر رہی ہو۔ مہر نے آنچل کی اوٹ سے طلحہ کا چہرہ دیکھا۔ وہ حد درجے سنجیدہ تھا' دل میں عجیب سی ناگواری کا احساس پھیلنے لگا۔

کیا ہو جاتا جو وہ ثوبیہ کی بات پر مسکرا کر نرمی سے معذرت کر لیتا۔ اس کے برعکس اس کا انداز ایسا تھا جیسے دنیا اسی کے کندھوں پر تو رکھی تھی' باقی تو جیسے ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھنے والے لوگ تھے جو اس کی منگنی میں شرکت کے لئے چلے آئے تھے۔ جب کہ بقول اس کے اس کا تو گویا وقت ہی ضائع ہوا تھا۔ اپنی منگنی کے اس اہم ترین دن کے بارے میں اس کا یہ جملہ اس کے دل میں ترازو ہو گیا۔ ثوبیہ کے چہرے کا تاثرات بھی مہر کے احساسات سے میل کھاتے تھے۔

"بیٹھ جاؤ نا بیٹا۔ صرف آج ہی کی تو بات ہے مہر سے بات کرو دیکھو تو میں نے کتنی پیاری لڑکی چنی ہے تمہارے لیے"۔ طلحہ کی امی بیٹے کی بات کا رد عمل اس کے چہرے سے پڑھ کر بے ساختہ ہی اسے نادم سی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔ طلحہ نے اس کی طرف ایک نظر دیکھا۔

"ہوں' بہت اچھی ہیں۔ میں انہیں دیکھ چکا ہوں

Scanned with CamScanner

عاقب کی مووی میں۔"
شکر ہوا کہ یہ جملہ قدرے مسکراہٹ سمیت بر آمد ہوا تھا مہر کے دل پر کوئی ٹھنڈا پھایا رکھا تھا جیسے اس نے۔ مگر اگلے لمحے وہ بے زاری سے کہہ رہا تھا۔
"مگر فی الحال تو میں چلنا چاہوں گا۔ سخت نیند آرہی ہے۔"
"کمال ہے طلحہ بھائی! آج کا یہ اہم دن جس کو لوگ جاگ کر گزارتے ہیں، آپ سونے کے لئے تڑپ رہے ہیں جب کہ ابھی صرف پونے بارہ ہی بجے ہیں"۔ رانی پھر کہیں سے ٹپکی تھی طنزیہ لہجے میں سوال کیا۔
"میرا خیال ہے کہ اس دن میں اور دوسرے دنوں میں کوئی خاص فرق نہیں، ہر روز آپ کوئی نہ کوئی اہم کام سرانجام دیتے ہیں۔ ایسے ہی آج بھی ایک کام پایہ تکمیل تک پہنچا ہے، لہٰذا سکون سے سونے میں کوئی حرج نہیں، یوں بھی شب بیداری صرف وہی لوگ کرسکتے ہیں جو بے کار ہوں جن کو صبح اٹھ کر کام کرنا ہوتا ہے وہ اس فضول فعل میں نہیں پڑتے۔"
رانی کے طنز سے بھرپور جملہ کا بڑا سنجیدہ جواب آیا تھا۔ مہر کا دل اس دن کی اہمیت اور ناقدری پر پھڑپھڑا کر رہ گیا گویا تمام تر رومانوی احساسات کے برعکس وہ شخص صرف کام سے متعلق سوچنے کا عادی تھا۔
"لگتا ہے طلحہ بھائی قائداعظم کے سچے جانشین ہیں، کام کام اور صرف کام شاید یہی مقولہ ان کا بھی ہے۔"
ثوبیہ نے ماحول میں در آنے والی کشیدگی کو اپنے ہلکے پھلکے جملے سے دور کرنے کی کوشش کی، البتہ اسے کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی۔
رانی مہر کو طنز بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گئی اور اس سے پہلے کہ دوسرے مہمان جاتے۔ طلحہ کے بے حد اصرار پر تمام لڑکے والے پہلے لوٹ گئے اور آخر میں سکون سے تصویریں اور مووی بنانے کا پروگرام یونہی ادھورا رہ گیا۔

*_*_*

منگنی کی تصاویر اور مووی میں اس نے صحیح معنوں میں طلحہ کو دیکھا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے تصویر تو کوئی گھر آئی نہیں تھی۔ ایک بار امی بابا، ثوبیہ اور لیقی خود جا کر اسے دیکھ کر آئے تھے۔ اس کی خواہش تو تھی کہ اسے بھی منگنی سے پہلے ایک نظر طلحہ کی شکل دکھا دی جائے۔ مگر امی کی روایتی سوچ یہاں آڑے آئی تھی۔ اس سے پہلے کبھی ایسا ہوا نہیں تھا سو وہ چپ ہو رہی۔
تمام تصویروں میں طلحہ بہت سنجیدہ نظر آرہا تھا، خصوصاً "پورے دن کلینک کی مصروفیت کے باعث چہرے کی تھکن بہت واضح تھی۔ اس کا دل کھٹک سا گیا اور جونہی شہنی آئی۔ اس نے بلا ارادہ اپنے خدشے کا اظہار اس سے کر دیا۔
"لگتا ہے شہنی! کہ طلحہ کی مرضی نہیں ہے اس منگنی میں"۔
"ہائیں! یہ کیسے سوچا تم نے۔" تصویریں دیکھتے ہوئے شہنی اس کی بات پر چونک گئی۔
"ان کے بے زار رویے سے میں نے یہی اخذ کیا، دیکھ نہیں رہی ہو ہر تصویر میں کیسے چپ چپ بیٹھے ہیں جیسے کسی اور کی منگنی میں آئے ہوئے ہوں۔ چہرے پر بے زاری صاف پڑھی جا سکتی ہے۔"
در حقیقت وہ تصویریں دیکھ کر فکر میں پڑ گئی تھی۔ اس روز طلحہ کی گفتگو تو جھکے سر سے سن لی تھی مگر آج یہ سب دیکھ کر جیسے اس کے دل میں پنکھے لگ گئے تھے۔
"بے زاری نہیں یہ تھکن ہے احمق لڑکی اس دن وہ بے چارے سیدھے کلینک سے یہاں چلے آئے تھے ظاہر ہے۔ تھکاوٹ کی وجہ سے وہ کچھ اَن ایزی ہو رہے تھے۔"
شہنی نے نرمی سے اس کے اندیشے دور کرنے کی کوشش کی، ثوبیہ بھی اس لمحے چائے لے کر اندر آئی تھی فوراً بولی۔
"تو انہیں ضرورت ہی کیا تھی اس روز بھی یوں مشقت کرنے کی۔ ایسے اہم دن تو لوگ کتنے ذوق و شوق اور اہتمام سے مناتے ہیں۔"
"ہاں وہ تو ٹھیک ہے، مگر ہر ایک کے سوچنے کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے ان فیکٹ طلحہ تو پہلے اس تقریب کے منعقد کرنے کے حامی نہیں تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ بس

Scanned with CamScanner

زبانی رشتہ طے کرلیں۔ بعد میں شادی پر سب ارمان پورے کرلیجئے گا' مگر ان کی بہنوں اور امی کو یہ سادگی قطعی پسند نہ تھی۔ ان کے تو ڈھیروں ارمان تھے جب کہ طلحہ کے پاس کلینک کی وجہ سے وقت نہیں تھا۔"

شہنی رسانیت سے ان دونوں کو سمجھا رہی تھی۔

"تو کیا ان کے خود کے کوئی ارمان نہیں ہیں' کیا بنجر دل لیے پھرتے ہیں سینے میں۔"

ثوبیہ اس کی موجودگی کا لحاظ کیے بغیر بولتی چلی گئی تھی۔ درحقیقت اس روز طلحہ کی یوں دو ٹوک گفتگو پر بعد میں رانی وغیرہ نے کافی طنز کیے تھے جس کا ثوبیہ کو کافی قلق تھا۔

ویسے اگر کوئی اور نہ بھی کہتا تو بھی احساسات تو وہ بھی رکھتی تھی۔ طلحہ کی باتیں اسے حقیقتاً" ہرٹ کر گئی تھیں۔

"ثوبیہ! کیسی باتیں کرتی ہو تم' احمق ہو پوری۔" اس کی بات کا گہرا تاثر مہر کے چہرے پر دیکھتے ہوئے شہنی نے تادیبی نظروں سے اسے گھورتے ہوئے تقریباً" گھر کا۔

"بھئی' مصروف بندے کا اپنا شیڈول ہوتا ہے۔ طلحہ چونکہ اپنا کلینک سیٹ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ اس لئے وہ منگنی کی تقریب فوراً" کرنے کے حامی نہیں تھے۔ تم بات کو کہیں سے کہیں لے گئیں جب کہ میں کچھ اور کہہ رہی تھی۔"

مہر کی آنکھوں میں جھلکتی یاسف کی تحریر پر اس نے ثوبیہ کو سخت سست سنا ڈالی تھیں۔ مگر ثوبیہ کی بات اس کے دل میں جڑ پکڑ گئی تھی۔

"بہرحال شہنی! مصروفیت اور کام چاہے کتنا ہی اہم کیوں نہ ہو۔ انسانوں اور رشتوں خصوصاً" ایسے نازک اور خوبصورت رشتوں سے زیادہ ویلیو نہیں ہوتی ان کی' اور جو لوگ انہیں رشتوں اور انسانوں پر فوقیت دیتے ہیں۔ وہ دل کی خوشی کا باعث کبھی نہیں بنتے۔"

ثوبیہ کو جانے کیا ہوا تھا۔ لاکھ شہنی کی تنبیہہ کرتی نگاہیں اسے گھورتی رہیں۔ وہ اپنا مافی الضمیر بڑے واشگاف لفظوں میں اس تک پہنچا کر کمرہ چھوڑ گئی تھی۔

غالباً" یہ طلحہ کی باتوں پر خفگی اور لاشعور میں چھپی وجیہہ سے ہمدردی کا عکس تھا کہ وہ اپنی تمام تر بامروت طبیعت کے باوجود خود کو یہ سب کہنے سے روک نہ سکی گو کہ وہ اس امر سے بخوبی واقف تھی کہ مہر خود کم و بیش ایسی ہی سوچ رکھتی تھی' جس کا کہ پچھلے دنوں اس نے اپنی زبان سے اقرار بھی کیا تھا مگر اس کے باوجود طلحہ کے رویے پر مہر کی بے دلی اس کی آنکھوں سے چھپی نہ رہ سکی تھی اور اسے احساس ہو گیا تھا کہ تمام تر مادیت پرستی کے باوجود وہ طلحہ سے ایسے رویے کی امید نہیں رکھتی تھی اور نہ ہی یہ ناروا سلوک اس سے ہضم ہو رہا ہے۔

*_*_*

اس کی منگنی کے بعد سے وجیہہ کی آمد بہت کم ہو گئی تھی۔ اس کا احساس ثوبیہ کو بہت شدت سے ہوا اور جو کبھی فیضی اسے گھسیٹ لاتا تو بھی وہ یوں نظریں جھکائے رہتا جیسے اگر مہر پر نظر پڑ گئی تو اس کی تمام تر احتیاط کے باوجود اس کی آنکھیں اس کا دل کھول کے رکھ دیں گی۔ اور اپنے احساسات و جذبات کی توہین وہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

فیضی نے مہر اور تمام گھر والوں کے لاکھ سمجھانے پر بھی ایم بی اے کے ٹیسٹ میں نہ بیٹھنے کا ارادہ نہیں بدلا' اور چند دنوں بعد انہیں اطلاع ملی کہ وجیہہ کا ایڈمیشن آئی بی اے میں ہو گیا ہے۔

"چلو شکر دنیا سے ایک بے کار تو کم ہوا۔" اس خبر پر اس نے بلند آواز میں تبصرہ کیا تھا۔

"تمہیں کیا فرق پڑتا ہے تمہاری شادی تو دنیا کے عظیم ترین باعمل شخص سے ہونے والی ہے ناں تم اس کے ساتھ مصروفیت کے مزے لوٹنا۔" ثوبیہ بڑے جلے دل سے بولی تھی۔

"ہائیں خیریت! یہ تمہیں اس بات پر اس قدر غصہ کیوں آیا ہے۔" اس نے حیرت سے پوچھا۔

"اس لیے کہ مجھے تمہاری طرح لوگوں کو اسٹیٹس میں ناپ تول کر دیکھنے کی عادت نہیں۔" ہنوز اسی لہجے

Scanned with CamScanner

میں جواب موصول ہوا تھا۔

"اوہو۔۔۔" جواباً" وہ معنی خیزی سے ہونٹوں کو سیٹی بجانے کی صورت وا کرتے ہوئے ذرا سا مسکرائی۔ "لگتا ہے وجیہہ سے تمہیں کچھ زیادہ ہی ہمدردی ہے۔" انداز شوخ تھا۔

"وہ ہیں ہی اسی لائق' بے چارے پتھر کو جونک لگا رہے تھے۔" اس کی شوخی بھری چھیڑ کے برعکس وہ انتہائی سنجیدگی سے کہتی کمرے سے نکل گئی۔

"ارے اسے کیا ہو گیا ہے۔ دن بدن چڑچڑی ہوتی جارہی ہے' لگتا ہے لیفی کا اثر ہو گیا ہے اس پر گویا اب اس سے بھی سفارتی تعلقات کشیدہ رہنے کی امید ہے۔"

قدرے تشویش سے سوچتی وہ نماز پڑھنے کی غرض سے وضو کرنے چل دی' تمام باتوں کے باوجود اسے واقعی وجیہہ والی خبر پر دلی خوشی ہوئی تھی۔ اچھا خاصا بندہ بلاوجہ ضائع ہونے سے بچ گیا تھا۔

*_*_*

دن پر دن تیزی سے گزرتے جارہے تھے۔ امی' بابا اور طلحہ کی امی کا خیال تو یہی تھا کہ اگلے سال ہی ان دونوں کی شادی کردی جائے مگر طلحہ فی الحال دو سال تک کے لئے شادی کرنے پر راضی نہ تھے۔ اپنے کلینک کے ساتھ ساتھ انہوں نے پاکستان میں ہی کسی ریسرچ لیبارٹری کو جوائن کرلیا تھا۔ لہٰذا اتنا وقت بھی نہیں ملتا تھا کہ ڈھنگ سے کھانا کھالیں۔

ایسے میں شادی کرکے کسی اور کو پریشان کرنے کا ان کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ چنانچہ طلحہ کی والدہ نے دو سال کے بعد کا پروگرام ان کے سامنے لارکھا۔ لڑکی کے والدین تھے بھلا کیا کہہ سکتے تھے خاموشی سے مان گئے۔

دو سال کا وقفہ کافی طویل تھا۔ اس نے پرائیویٹ ایم اے کا امتحان دینے کا فیصلہ کرلیا۔ امی حسب معمول اسے منع کرتی رہیں' مگر اسے بابا کی پوری حمایت حاصل تھی' مضمون تو خاصا مشکل تھا یعنی اکنامکس مگر وجیہہ کی مدد سے جو کہ بابا کے کہنے پر وہ کردیتا تھا' اس نے پہلا سمسٹر خاصی خوش اسلوبی سے پاس کرلیا۔

طلحہ کی مصروفیت کے باعث ان سے اس کی منگنی کے بعد دوبارہ کبھی بات نہ ہو سکی جب کبھی اس کی نندیں اسے فون کرتیں یا ثوبیہ' امی وغیرہ ان کے گھر جاتیں یا بات کرتیں یہی سننے کو ملتا کہ وہ پڑھ رہے ہیں یا کلینک وغیرہ گئے ہوئے ہیں۔

ثوبیہ نے تو باقاعدہ کھلے الفاظ میں طلحہ کو "انتہائی خشک منگیتر" کہنا شروع کردیا تھا' مگر وہ بظاہر ہنس کر ادھر ادھر ہو جاتی۔ درحقیقت شروع میں تو اسے اس بات سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا تھا' مگر دھیرے دھیرے طلحہ کا اسے یوں نظرانداز کرکے اپنے مشن میں جتے رہنا اسے کھلنے لگا۔

ان چھ ماہ میں اس کی سالگرہ اور دونوں عیدیں آئی گئیں' مگر طلحہ کی طرف سے وش کال یا کارڈ تو کیا ایک لفظ کا سندیسہ تک نہیں ملا تھا' اس کی نندیں بڑی محبت سے اس کے لئے گفٹ لاتیں۔ مگر اس کا دل ان کی محبت سے بہل نہیں سکتا تھا۔ اپنی نندوں سے تو وہ یہی کہتی کہ طلحہ نے اسے فون کرلیا تھا مگر حقیقت کیا تھی وہ ہی جانتی تھی۔

امی' بابا گویا تو طلحہ سے کوئی شکایت نہیں تھی یا پھر یہ سب کچھ خاموشی سے برداشت کرنا ان کی مجبوری تھی' کیونکہ اتنے اہتمام سے منگنی کی تھی' دور دراز کے سب ہی لوگ جان گئے تھے اس رشتے کے بارے میں اسے توڑنے کا تو شاید وہ تصور بھی نہ کرسکتے ہوں اور یوں بھی یہ بات اب اتنی اہم بھی نہ تھی کہ اس کے پیچھے اتنا اچھا رشتہ ختم کردیا جائے۔

البتہ ثوبیہ اکثر جل کر رہ جاتی خصوصاً" جب اس کا ایم اے پریویس کا رزلٹ نکلا اور ثوبیہ کا اتفاقاً" طلحہ کے گھر جانا ہوا تو اس روز خوش نصیبی سے طلحہ گھر پر ہی موجود تھے۔ اس نے لگے ہاتھوں انہیں بھی یہ خبر سنا دی' جس کے جواب میں طلحہ نے کہا۔

"ارے یہ تو بڑی اچھی بات ہے' مہر کو میری طرف سے مبارکباد دیجئے گا۔"

سن کر اس کا موڈ سخت آف ہوگیا۔ گھر آکر گو کہ اس نے لاکھ چاہا کہ یہ بات مہر سے چھپا جائے مگر ایسا ہونہ

Scanned with CamScanner

سکا' لہٰذا جب مہر نے اس سے دریافت کیا کہ طلحہ نے کیا کہا تھا۔ اس سے جھوٹ نہیں بولا گیا۔ حرف بہ حرف ان کا جملہ دہرا دیا۔

"مگر خیر، تمہیں کیا فرق پڑتا ہے۔ تم کون سا ان فضول باتوں میں یقین رکھتی ہو۔ تمہارے نزدیک تو ایک باعمل شخص ہی آئیڈیل انسان ہے خواہ وہ اپنے سامنے موجود لوگوں کی خوشی اور غم کی اہمیت سے انکاری ہی کیوں نہ ہو' مبارک ہو مہر! تمہیں تو بالکل تمہاری پسند کا شخص ملا ہے' جس کے ساتھ ہر لوگ تمہیں بہت عزت اور احترام دیں گے رہ گئی محبت تو وہ تو رشتہ کی بدولت از خود پیدا ہو ہی جائے گی۔ کب ہو گی اس کی تو شاید تمہیں بھی پروا نہ ہو۔"

طلحہ کے رویے کا سن کر مہر کے چہرے پر جو رنگ آ کر رکے تو ثوبیہ کو سخت تاؤ دلا گئے اپنی پچھلی گفتگو کے مطابق اسے کوئی خاص فرق پڑنا تو نہیں چاہیے تھا۔ مگر سچ یہی تھا کہ اسے طلحہ کے بے گانگی سے پر سلوک کا سخت افسوس تھا رنج تھا۔

اس شام لیفی کے ہمراہ وجیہہ کئی دنوں بعد گھر آیا تھا۔ اس کے رزلٹ کا اسے معلوم تھا سو وہ اس کے لیے قیمتی پین اور گھڑی کا گفٹ لے کر آیا تھا۔

"ارے اس کی کیا ضرورت تھی۔" گفٹ دیکھ کر وہ واقعی نادم ہو گئی ساتھ ہی طلحہ کا رویہ ایک بار پھر اس کے ذہن و دل میں اودھم مچانے لگا۔

"کتنا ہی اچھا ہوتا کہ طلحہ اس طرح گھر آکر مجھے وش کرتے۔ خواہ گفٹ لاتے' نہ لاتے خود تو آتے کیا میری اتنی بھی اہمیت نہیں ان کی نگاہ میں۔" دل میں کس سرعت سے یہ خیال آیا تھا ثوبیہ نے دیکھا گفٹ لیتے ہوئے وہ گم صم سی ہو گئی تھی۔

"اس کی ضرورت تھی بھئی آخر کو میری شاگرد نے اتنے اچھے مارکس لیے ہیں۔"

بہت دنوں بعد وجیہہ کے لبوں کو دھیمی مسکراہٹ نے چھوا تھا' ورنہ وہ بہت سنجیدگی اور متانت سے بات کرتا تھا بالخصوص اس کی منگنی کے بعد سے دل میں بسنے والے رشتے کا وہ استحقاق تو چھن گیا تھا سو وہ اسے بہت احترام اور عزت سے مخاطب کرتا تھا کہ بہرحال اب وہ اس کی نہیں رہی تھی۔ تھی تو پہلے بھی نہیں مگر امید کی راہیں روشن تھیں۔

"اور پھر اس خوشی کو سیلیبریٹ تو کرنا ہی چاہیے نا۔"

دوستانہ انداز اور متبسم لہجے میں وہ کہہ رہا تھا' جانے مہر کو کیا ہوا' یکدم وہ اٹھی اور کمرہ چھوڑ گئی۔ ثوبیہ اور لیفی اپنی جگہ حیران تھے جب کہ وجیہہ کچھ سمجھ نہیں سکا تھا۔ عجیب تھی وہ بھی پل میں تولہ پل میں ماشہ اس کی خاطر وجیہہ نے زندگی کو ایک مقصد دینے کا جب ارادہ کیا تو وہ ہی راہ بدل گئی تھی۔ مگر وقت کو انہیں مکمل طور پر جدا کرنا منظور نہ تھا۔ لہٰذا ایک بار پھر ان کے درمیان شاگرد استاد کا رشتہ قائم ہو گیا اس دوران وجیہہ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ وقت کو بے کار شے سمجھ کر ضائع کر دینے والوں سے کس قدر نالاں رہتی ہے۔ لیفی کے ساتھ اس کا انداز آج بھی ویسا ہی تھا جب کہ وجیہہ کے سامنے وہ اپنے رویے کی کئی بار معذرت کر چکی تھی اور یہ اس کا دوستانہ انداز ہی تھا کہ وہ آج اس کے لئے گفٹ لانے کی جسارت کر سکا تھا مگر جانے کیا ہوا تھا وہ ان سب کو متحیر چھوڑ گئی تھی۔

*_*_*

ابھی اس کا ایم اے کا تیسرا سمسٹر مکمل ہی ہوا تھا کہ ثوبیہ کے لئے ایک بہت اچھا رشتہ آگیا' لہٰذا امی اور بابا جان نے پہلی فرصت میں اس کی بات پکی کر دی۔ خیال یہی تھا کہ ان دونوں کو ساتھ ہی رخصت کر دیا جائے گا۔ طلحہ اس موقع پر بھی نہ آسکے معذرت کر لی۔

چنانچہ اس سلسلے میں جب طلحہ کی والدہ سے بات کی کہ اگلے سات آٹھ ماہ میں ثوبیہ کے سسرال والے رخصتی چاہتے ہیں تو وہ قدرے سوچ میں پڑ گئیں۔ طلحہ کی مصروفیات آج کل پچھلے دنوں کے مقابلے میں گھٹنے کے بجائے بڑھ گئی تھیں اس ایک سال کے دوران وہ امریکہ سے ایک سال کا مزید کوئی کورس کر آئے تھے۔ اور ہنوز اسی سلسلے میں مصروف تھے۔

مہر نے تو ان کے بارے میں اب یہ سوچنا ہی چھوڑ دیا تھا کہ وہ اس سے رابطہ کریں گے مگر ان ہی دنوں

Scanned with CamScanner

لیفی کا زبردست ایکسیڈنٹ اس کے خیال کی تردید کر گیا۔

ایسا شدید اور کڑا وقت تھا کہ وہ سب جیسے ساکت رہ گئے۔ لیفی کے بچنے کی امید بہت کم تھی۔ اسے آئی سی یو میں ایک بڑے آپریشن کے بعد شفٹ کر دیا گیا تھا' ایسے میں وجیہہ اور عاقب بھائی کا دم غنیمت تھا کہ وہ سب کو سنبھال رہے تھے۔ موقع ایسا تھا کہ طلحہ کے گھر سے ہر کوئی آیا تھا اور نہیں آیا تو وہ ہی نہیں آیا جس کی آمد کا انتظار اس کی آنکھوں میں آکر بیٹھ گیا تھا۔

''اصل میں بھائی کو کل اسلام آباد کسی سیمینار میں شرکت کے لئے جانا ہے۔ اس لیے وہ آ نہیں سکے ہیں مگر وہ بہت پوچھ رہے تھے لیفی بھائی کو اور انہوں نے فون کرنے کے لئے بھی کہا ہے۔'' طلحہ کی چھوٹی بہن سیما بہت ندامت سے بتا رہی تھی۔ ان دو سالوں میں ایسے کتنے ہی مواقع آئے تھے جب انہیں ایسی ہی معذرت کرنی پڑی تھی۔

اس وقت تو وہ اتنی ڈسٹرب تھی کہ اس بے اعتنائی پر دکھ بھی محسوس نہ کر سکی کہ طلحہ کا فون آ گیا۔ آج پہلی بار اس نے ان کی آواز فون پر سنی تھی' بے اختیار ریسیور اس کے ہاتھ میں کانپ گیا۔

''مجھے سخت افسوس ہے مہر کہ لیفی کو دیکھنے میں آ نہ سکوں گا۔ البتہ جب اسے ہوش آئے تو اسے میری طرف سے پوچھ لیجئے گا او کے اور ہمت سے کام لیجئے گا۔ واپسی پر ہو سکا تو میں وقت نکال کر آؤں گا۔ اچھا گڈ بائے۔''

اپنی بات مکمل کر کے اسے ایک لفظ بھی کہنے کا موقع دیے بغیر وہ فون بند کر گئے تو بے اختیار اس کا دل بھر آیا ریسیور پر سر ٹکا کر وہ بے تحاشہ رو دی۔

اس کے اکلوتے بھائی کی زندگی خطرے میں تھی۔ موت سے برسرپیکار تھا وہ اور طلحہ کے پاس دو گھڑیاں تک نہ تھیں اسے فون پر ہی سہی کوئی دلاسا کوئی تسلی ہی دے دیتے حالانکہ ایک ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے وہ آکر اسے دیکھ بھی سکتے تھے مگر وہی وقت کی کمی کی شکایت۔

اور یہ وہ لمحہ تھا کہ اس کا دل طلحہ کی طرف سے سخت کبیدہ ہو گیا' اگر کوئی آپ کی خوشی میں شرکت نہ کرے۔ اتنا دکھ نہیں ہوتا جتنا کہ کڑے وقت میں ساتھ چھوڑ جانے والوں کا رنج دل کو دکھاتا ہے۔ خصوصاً'' کچھ رشتے اور بندھن ایسے ہوتے ہیں کہ انسان لاشعوری طور پر ان سے امیدیں رکھتا ہے خواہ کتنا ہی ذہن سے سوچنے کا عادی ہو' اپنے دکھ میں ایک مہربان کندھے کی خواہش جیسی جذباتی تمنا ہر شخص کرتا ہے۔

اور وہ لوگ ایسے لمحوں میں آپ کا ساتھ چھوڑ جائیں جن سے دل کی ایک دنیا آباد ہو تو پھر رنج اور دکھ کی انتہا شدید ہوتی ہے۔

طلحہ اس کی برتھ ڈے اور رزلٹ ڈے جیسے اہم دنوں کو بھول گئے اسے بہت زیادہ افسوس نہ ہوا عید بقر عید پر ان کے پاس وقت نہیں ہوتا تھا کہ اسے وش کر دیتے اس نے برا نہیں مانا۔ حتیٰ کہ ثوبیہ کی بات طے ہونے والے روز بھی وہ نہیں آئے تھے۔ اس نے مطلق خفگی محسوس نہ کی مگر آج جب کہ لیفی کا معاملہ اتنا سیریس تھا۔ اس کے دل میں ایک ایسی گرہ لگی کہ اس کے بعد اس کے لیے طلحہ کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا۔

تین دن جیسے اور سسک سسک کر گزرے تھے بالآخر امی اور بابا کی دعائیں رنگ لائیں اور لیفی کی حالت قدرے سنبھلی اسے ہوش آ گیا تھا کہ پندرہ منٹ بعد پھر نیم بے ہوشی اس پر حاوی ہو گئی' البتہ یہ سگنل تھا کہ وہ اب خطرے کی حدود سے کسی حد تک باہر ہے۔

پھر جتنے دن بھی لیفی ہاسپٹل میں رہا۔ اسے اپنے اردگرد کا ہوش نہ رہا' وہ ہی لیفی جس سے وہ سارا دن لڑتی جھگڑتی تھی اب اس کے سرہانے بیٹھی اس کا دل بہلانے کو ادھر ادھر کی باتیں کرتی رہتی تھی۔ لیفی کی حالت آہستہ آہستہ سنبھلی تو وہ اٹھنے بیٹھنے لگا۔ ایسے میں مہر کا وہ ہنس ہنس کر ریکارڈ لگا تا جو اس کے ذرا سی آنکھیں بند کر لینے پر گھبرا جاتی تھی۔

وجیہہ کا ان دنوں آخری سمسٹر چل رہا تھا۔ مگر وہ

Scanned with CamScanner

روزانہ بلاناغہ لیفی کے پاس آتا گھنٹوں بیٹھا رہتا' ایسے میں وہ بے اختیار وجیہہ کا موازنہ طلحہ سے کرنے لگتی اپنی پڑھائی جاری رکھنے کے لئے وجیہہ نے ایک پارٹ ٹائم جاب بھی کررکھی تھی پھر بھی وہ وقت نکال کر لیفی کے پاس آتا۔

پچھلے دنوں اس نے جس جانفشانی اور بے غرضی سے ان سب کا ساتھ دیا' ان کی ہمت بندھائی۔ وہ درحقیقت اس کے حسن اخلاق کی گرویدہ ہوگئی۔

ایک ماہ کے بعد لیفی کو ڈاکٹر نے بالکل صحت مند قرار دیا تو اسے گھر شفٹ کردیا' اور پھر دن اپنی لگی بندھی روٹین کے مطابق گزرنے لگے ان دنوں اس کا جتنا حرج ہوا تھا۔ وجیہہ کی مدد سے اس نے جلد ہی اس کو کور کرلیا۔ اور پھر فائنل سمسٹر کا امتحان دے کر جس دن وہ فارغ ہوئی بے حد خوش تھی۔

اور یہ خوشی اس وقت دوبالا ہوگئی جب ثوبیہ کے سسرال والے شادی کی تاریخ مانگنے چلے آئے۔ بابا نے انہیں چھ ماہ کا ہی وقت دیا تھا۔ اس کے بعد تاریخ طے کرکے شادی کی تیاریاں بھی کرنی تھیں مگر چونکہ طلحہ کے گھر والوں نے ہنوز کوئی پیش رفت نہ کی تھی۔

وہ سب گہری سوچ میں پڑ گئے۔ اس وقت تو کسی نہ کسی طرح ثوبیہ کے سسرال والوں کو بابا نے رخصت کردیا' تاہم اس کے فوراً" بعد انہوں نے شہنی اور عاقب کو بلا بھیجا۔

اسے معلوم تھا کہ آج وہ دونوں آنے والے ہیں اور بابا ان سے دوٹوک بات کریں گے' لہٰذا پورا دن وہ سب کی نظروں سے چھپی چھپی پھرتی رہی' ثوبیہ اس کے اس ردعمل پر خاصی حیران تھی۔ آج پہلی بار وہ اتنی خاموش تھی کہ اس پر کسی سکتے کا گمان ہورہا تھا۔

اور پھر شام کو یہ سکتہ جب ٹوٹا تو باقی سب لوگ ساکت رہ گئے۔

"میں طلحہ سے شادی نہیں کروں گی بابا! آپ یہ انگوٹھی انہیں واپس کردیں۔ مجھے مشینوں اور روبوٹ کے ساتھ زندگی گزارنے کا کوئی شوق نہیں۔"

اس کا جملہ اتنا واضح اور لہجہ اس قدر بے لچک تھا کہ کمرے میں موجود تمام نفوس جیسے کسی طلسم کے زیر اثر آکر کتنے ہی لمحے اسے دیکھتے رہے اس نے انگوٹھی بابا کے سامنے رکھ دی تھی۔

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو مہر۔۔۔؟" امی نے سب سے پہلے خود کو سنبھال کر اسے گھرکا تھا مگر اس کی نظریں بابا پر جمی تھیں۔

"پلیز بابا! اگر آپ واقعی مجھ سے محبت کرتے ہیں تو مجھے اس سونے کے پنجرے میں قید مت کیجئے گا' آئی ریکویسٹ یو بابا پلیز۔"

ان کے گھٹنے پر سر رکھ کر وہ بے اختیار روتی چلی گئی تو بابا کا لرزتا ہاتھ اس کے سر پر آٹھہرا۔

پھر اس کے بعد کیا ہوا کیا نہیں۔ اسے خبر نہ تھی۔ اسے تو بس اتنا معلوم تھا کہ بابا نے اسے رہائی دلوادی تھی۔ طلحہ کی قید سے' اس انگوٹھی کے حصار سے آزاد کردیا تھا اسے۔

ثوبیہ نے بے ساختہ اسے سینے سے بھینچ لیا تھا اور وہ سمجھ نہ سکی کہ اس نے ایسا کیوں کیا۔ وہ تو بس خوش تھی کہ بابا کی طرح ثوبیہ بھی اس کی حامی ہے۔

*_*_*

اور پھر یوں ہوا کہ ثوبیہ کے سسرال والوں کے بعد اصرار پر بابا نے انہیں شادی کی تاریخ دے دی کیونکہ مہر تو فی الحال کسی رشتے پر حامی نہیں بھر رہی تھی۔ اور بابا ان معاملات میں جبر کے قائل نہ تھے۔ گو کہ امی خاندان سے باہر شادی کی حامی نہ تھیں مگر طلحہ سے اس کی منگنی ٹوٹنے کا انہیں شدید قلق تھا۔

دو سال تک یہ رشتہ قائم رہا تھا اور اب اس کا ٹوٹنا اس کی زندگی پر کس کس طرح اثر انداز ہوسکتا تھا۔ یہ خوف ہی انہیں ہلکان کیے ہوئے تھا اس پر مستزاد ثوبیہ کی شادی وہ اس سے سال بھر چھوٹی تھی اس کی شادی کے بعد تو اور بھی مشکل ہوجاتی تھی مگر اسے مطلق پروا نہ تھی۔

اس نے اپنی بھرپور تیاری کے ساتھ ثوبیہ کی شادی میں شرکت کی اور اپنی بے ساختہ ہنسی سے امی' بابا کے دل کا بوجھ آدھا کم کرگئی۔

ثوبیہ کے جانے کے بعد وہ یکدم بہت اکیلی ہوگئی

Scanned with CamScanner

تھی۔ گھر لگتا تھا جیسے کاٹنے کو دوڑ رہا ہو۔

لہٰذا بابا کی اجازت سے اس نے جاب کرنے کا تہیہ کر لیا۔ اکنامکس میں ماسٹرز کی ڈگری اس کے پاس تھی۔ اس لئے وہ خاصی پر امید تھی۔ بابا نے اجازت ملتے ہی اس نے سب سے پہلے وجیہہ سے ہی کنسلٹ کیا جو اپنی نئی جاب میں خاصا مصروف ہونے کے باوجود فیضی کے پاس آتا رہتا تھا۔

"مجھے جاب کرنی ہے۔ آپ اس سلسلے میں مجھے گائیڈ کیجئے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔"

چائے کا مگ اس کے سامنے رکھتے ہوئے وہ بلا تمہید ہی شروع ہو گئی تھی۔ وجیہہ نے گہری نظروں سے اسے دیکھا اور پھر چند ثانیے خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا۔

"جاب آپ کا شوق ہے یا محض وقت گزاری کے لئے۔"

"دونوں ہی باتیں ہیں۔" وہ اس کا جملہ بہ سرعت کاٹ گئی تھی۔

"میری گائیڈنس پر عمل پیرا ہونے کا ارادہ ہے یا صرف خانہ پری کے لئے پوچھ رہی ہیں مجھ سے۔" وہ جانے کیوں سیدھا سادا جواب دینے کے بجائے گھما پھرا کر سوال کر رہا تھا۔

"مطلب۔۔۔؟" اس کی بھنویں تن گئیں۔

"مطلب یہ کہ میرا مشورہ تو آپ کے لئے یہی ہے کہ جاب مت کریں کیونکہ شادی کے بعد گھر اور جاب دونوں کو بیلنس کرنا مشکل ہو جائے گا۔" وہ بڑے خلوص سے کہہ رہا تھا۔

"آپ سے کس نے کہا کہ میں شادی کر رہی ہوں۔" وہ جیسے جھلا گئی۔

"بھلے آپ نہ کر رہی ہوں، مگر میں تو کر رہا ہوں شادی۔" اطمینان سے جواب آیا۔

"جی مگر اس بات کا بھلا میری جاب سے کیا تعلق ہے۔" وہ الجھ رہی تھی۔ وجیہہ کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔

"تعلق ہے ناں پھر بھلا میرا گھر آپ کیسے سنبھالیں گی؟" وہ پوچھ رہا تھا۔

"جی۔۔۔؟؟" سٹپٹا کر وہ کرسی سے ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"پلیز بیٹھ جائیے۔" مسکراہٹ لبوں میں دبائے ہوئے اس نے قدرے رعب سے کہا تو وہ بری طرح جھنجلا گئی۔ وجیہہ کو لگا اب وہ بیٹھے گی نہیں تو خود ہی اٹھ کر اس کے مقابل آ گیا۔

"بات یہ ہے مہر کہ آج رات تمہارے بابا اور امی سے تمہیں مانگنے کے لئے اماں آ رہی ہیں اور مجھے یقین ہے کہ فیصلہ میرے حق میں ہی ہونے والا ہے، ویسے بالا ہی بالا تو تمہاری امی یعنی ممانی جان نے بات تقریباً طے ہی کر دی ہے۔ مگر آج ایک رسمی کارروائی بھی ہو گی اور ماموں جان تم سے تمہارا جواب مانگیں گے۔"

وہ تو جیسے انکشافات پر انکشافات کیے جا رہا تھا۔ مہر کو لگا جیسے وہ حیرت سے بے ہوش ہو جائے گی۔ مگر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ یہ سب سن کر اسے غصہ بالکل نہیں آیا تھا۔

"پلیز میری ریکویسٹ ہے تم سے' انکار مت کرنا کیونکہ تم تک آنے کے لئے مجھے بہت انتظار کرنا پڑا ہے' جدائی کا ایک طویل عرصہ گزارا ہے میں نے جس میں مجھے یقین ہو چلا تھا کہ تم مجھے کبھی نہیں ملو گی' مگر آج تقدیر اور تمہارے فیصلے نے ایک بار پھر مجھے اپنے خوابوں کو تعبیر دینے کا موقع دیا ہے۔ بولو کیا تم میرا ساتھ دو گی۔ زندگی کی اس طویل راہ میں میری ہم سفر بنو گی۔"

دل کی تمام شدتیں اور چاہتیں اس کے لہجے سے عیاں تھیں۔ مہر چپ چاپ لب بستہ کھڑی تھی۔

"پلیز مہر! کچھ تو جواب دو۔" اس کی خاموشی وجیہہ کو سخت ڈسٹرب کر رہی تھی۔

اس نے بے اختیار نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا جو اس کی محبت کا دعویدار تھا۔ اس کی آنکھوں میں کھرے جذبوں کی قندیلیں روشن تھیں۔ وہ زیادہ دیر ان آنکھوں میں نہ دیکھ سکی۔ بے اختیار نظر پھیر لی۔

"اگر میرا جواب مثبت نہ ہوا تو۔" کافی دیر بعد خود پر قابو پاتے ہوئے مہر نے سوال کیا تو وجیہہ کچھ بول ہی نہ سکا۔

البتہ چہرے کے رنگوں سے اذیت کا جو تاثر اس نے پڑھا۔ وہ کشت جاں میں دور تک گلاب کھلا گیا۔ محبت کی اہمیت سے انکاری وہ لڑکی جو محض مادیت پرستی کے حصار میں قید تھی آج اسے پتا چلا تھا کہ رشتے استوار کرنے کے لئے چاہت کے پر خلوص جذبے کی کتنی ضرورت ہوتی ہے۔

طلحہ نے پلٹ کر اس سے منگنی توڑنے کی وجہ تک دریافت نہ کی تھی اور یہ شخص وجیہہ ناصر جسے اس نے کبھی قابل اعتنا نہ جانا صرف اس کے انکار کے خیال سے ہی کتنا مایوس اور دل شکستہ ہو رہا تھا۔

"تو بھی بابا کا فیصلہ تمہارے ہی حق میں ہونے والا ہے۔" شہنی اور عاقب بھائی اسی لمحے لاؤنج میں داخل ہوئے تھے۔ مہر کے لبوں پر بے اختیار چور تبسم پھیل گیا۔

وجیہہ نے اسے دیکھا تو سکون بھرا سانس لیا' شہنی اسے کتنی حسین خوشخبری سنا رہی تھی۔ ساتھ میں ثوبیہ بھی مٹھائی کا ڈبہ اٹھائے اندر چلی آئی تھی۔

"لو بھئی سب مٹھائی کھاؤ۔" ثوبیہ کی خوشی آج دیدنی تھی۔

"نہیں' میں نہیں کھاؤں گی' آپ سب لوگوں نے مجھ سے پوچھے بغیر میری قسمت کا فیصلہ کیسے کر دیا۔" یکدم ہی وہ رنگ بدل گئی تھی۔ وہ سب ذرا دیر کے لئے ساکت رہ گئے۔

"کیونکہ مجھے یقین تھا کہ میری بیٹی مجھے ناامید نہیں کرے گی۔"

امی کی آواز پر وہ پلٹی اور بے اختیار شرما کر ان کے سینے میں چہرہ چھپا لیا' یہ سچ تھا کہ ان کا یقین واثق تھا۔ اسے ابی بابا کا یہ فیصلہ بڑا جی جان سے بھایا تھا۔

"ہرے' شکر ہے کہ اس گھر سے آخری کچرا بھی نکلا۔ اب یہاں میری حکومت ہو گی۔ سب سے آخر میں لیفی بابا کو لے کر اندر آیا تھا تو وہ دونوں بھی سخت تیوروں سمیت اس کی طرف مڑیں۔ "کیا کہا تم نے؟"

تو لیفی نے جلدی سے وجیہہ کو اپنے آگے کھینچ کر کھڑا کر دیا۔ سب سے آگے مہر ہی تھی۔ لیفی کی اس شرارت پر وہ بری طرح گڑبڑا گئی اور ایسے میں وجیہہ کا قہقہہ سب کو مسکرانے پر مجبور کر گیا تھا۔

Scanned with CamScanner